عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۲۴ تا ۳۰ ؍رجب ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ ؍اپریل ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۱۳

واقعۂ معراج

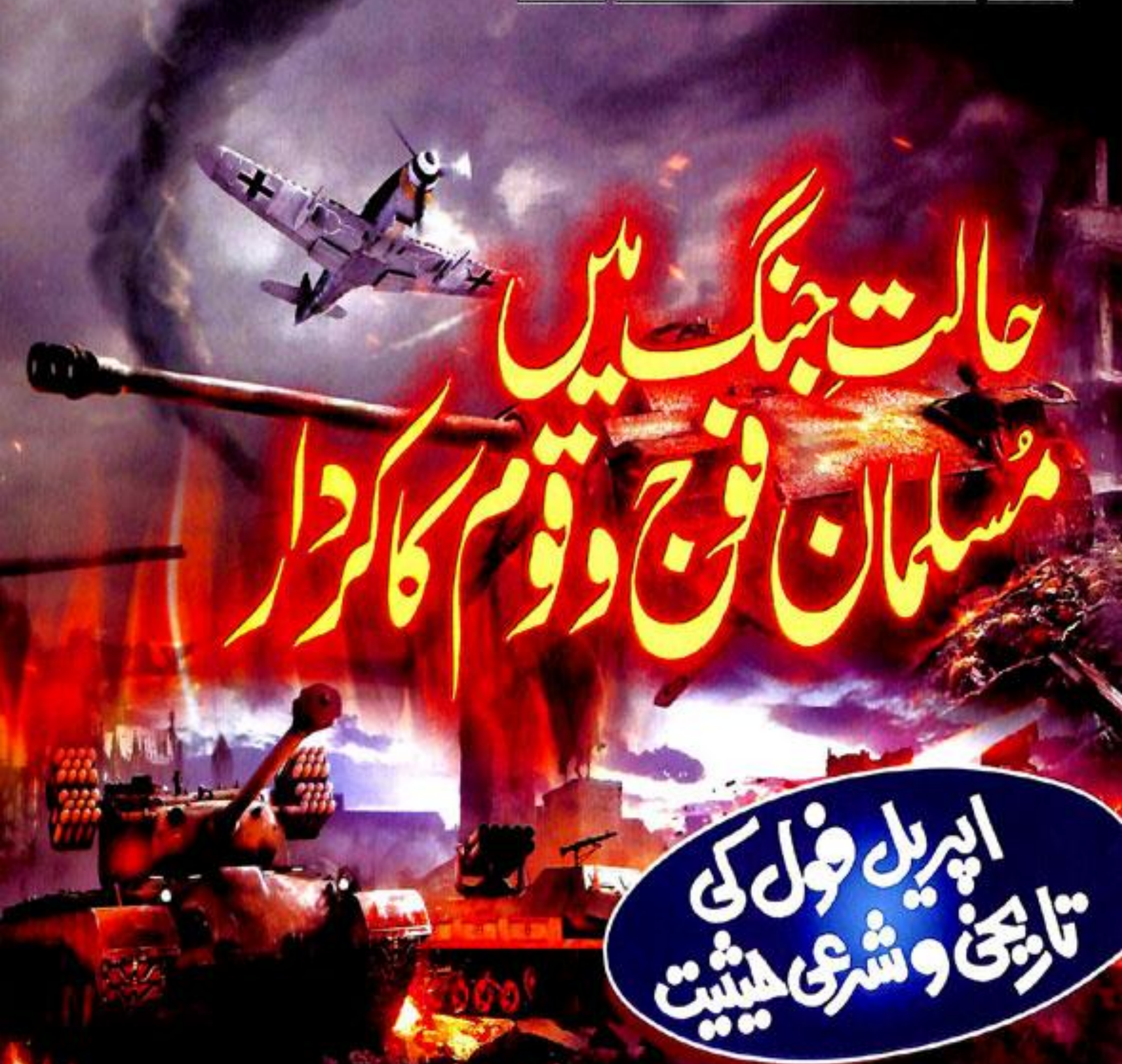

حالتِ جنگ میں مُسلمان فوج وقوم کا کردار

اپریل فول کی تاریخی وشرعی حیثیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

دادا کی جائیداد میں پوتوں کا حصہ

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں سیّد عبدالحافظ کے ۹ بیٹے، ۵ بیٹیاں اور ایک بیوہ ہیں۔ جن میں سے ۴ بیٹے، سیّد عبدالحافظ کی حیات میں وفات پاچکے ہیں۔ سیّد عبدالحافظ نے اپنی حیات میں زبانی وصیت کی تھی کہ میں ان بیٹوں کے بچوں کو اپنی جائیداد میں سے مکمل بیٹوں کی طرح حصہ دیتا ہوں۔ اب سیّد عبدالحافظ فوت ہوچکا ہے، اب مرحوم کے ۵ بیٹے، ۵ بیٹیاں اور ایک بیوہ زندہ ہیں۔ ان بیٹوں میں سے ۲ بیٹے حصہ نہیں دیتے اور باقی سب حصہ دے رہے ہیں۔ جبکہ سیّد عبدالحافظ مرحوم کی زبانی وصیت پر ۳ بیٹے، بیوہ اور بیٹیاں گواہ ہیں کہ انہوں نے اپنے پوتوں کو حصہ دینا تھا۔ کیا اب اس گواہی کی کوئی شرعی حیثیت ہے کہ نہیں؟

ج:...... بصورت مسئولہ مرحوم کی وصیت اپنے پوتوں کے لئے جو کی گئی ہے، مذکورہ گواہوں کی وجہ سے وہ معتبر ہے، لیکن کل جائیداد کی ایک تہائی تک، اس سے زیادہ میں اس کو نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ مرحوم کا یہ کہنا کہ ہر زندہ بیٹے کے حصہ کے بقدر ان کو حصہ دیا جائے، شرعاً درست نہیں۔ بلکہ اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ کل جائیداد کے تین حصے کرکے ایک حصہ مرحوم بیٹوں کی اولاد میں تقسیم کیا جائے اور بقیہ دو حصے شرعی تناسب سے دیگر زندہ ورثاء میں تقسیم کئے جائیں۔

گناہوں پر جری نہیں ہونا چاہئے

س:...... عام طور پر لوگ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم سمجھ کر گناہ کرلیتے ہیں، کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف کرنے والے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سہارے میں گناہوں میں مبتلا ہونا صحیح ہے؟

ج:...... یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو بڑے سے بڑے گناہ بھی معاف کردے، مگر آدمی کو محض اس سہارے گناہوں پر جرأت نہیں کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بخش دیں گے۔ ایمان کمزور ہونے کی وجہ سے آدمی گناہوں کی پروا نہیں کرتا، اگر ایمان قوی ہو تو اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے آدمی کو گناہ کی جرأت نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو، اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنی چاہئے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں اور توبہ واستغفار کرلیں تو اللہ جل شانہ معاف فرمادیتے ہیں۔ یہی عمل ساری زندگی رہے تو ان شاء اللہ! خاتمہ بالخیر ہونے کی امید ہے۔

احرام کہاں سے باندھا جائے؟

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ کراچی سے عمرہ پر جانے والا احرام کہاں سے باندھے؟ کراچی سے ہی باندھے یا پھر جدہ جاکر اور اگر براہِ راست فلائٹ نہ ہو، دبئی وغیرہ سے ہوتی ہوئی اور STAY کرتے ہوئے جائے تو ایسی صورت میں احرام کہاں سے باندھے؟

ج:...... کراچی یا کسی دوسرے شہر سے عمرہ یا حج پر جانے والے اگر جدہ جارہے ہوں تو احرام میقات آنے سے پہلے ہی باندھنا ضروری ہے اور جدہ میقات گزرنے کے بعد آتا ہے، اس لئے یہ لوگ اپنے شہر سے ہی احرام باندھ لیں اور اگر فلائٹ پہلے دبئی جارہی ہو اور بعد میں جدہ جائے تو پھر دبئی سے بھی احرام باندھا جاسکتا ہے، مگر بہتر یہی ہے کہ اپنے شہر سے ہی احرام باندھ لیں تاکہ تلبیہ پڑھنے پر زیادہ سے زیادہ اجر وثواب ملے۔ واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختم نبوت ﷺ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ — ۲۴ تا ۳۰ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ اپریل ۲۰۱۹ء — شمارہ:۱۳

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حالت جنگ میں مسلم فوج و قوم کا کردار	۵	محمد اعجاز مصطفی
واقعہ معراج	۹	مفتی عابد الرحمن بجنوری
اپریل فول کی تاریخی و شرعی حیثیت	۱۳	مولانا ابوجندل قاسمی
طویل بیماری میں علاج کی شرعی حیثیت (۴)	۱۷	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
حاجی امیر صالح خان کی رحلت	۲۰	مولانا محمد ابراہیم ادہمی
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ! (۴)	۲۲	مولانا محمد علی جالندھری
تھالی کا بینگن (۹)	۲۴	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
تحفظ ختم نبوت اجتماع، شاہ منصور صوابی	۲۶	ادارہ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

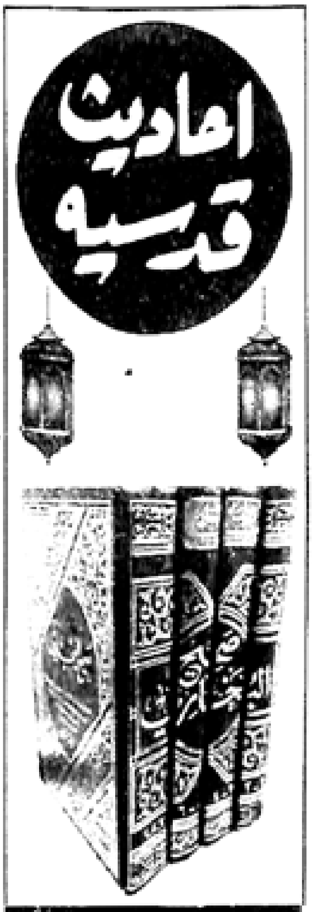

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

قیامت

حدیث قدسی ۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم قیامت میں اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم دوپہر کے وقت جبکہ ابر اور بادل میں نہ ہو، آفتاب کے دیکھنے میں کوئی شبہ کرتے ہو؟ صحابہ کرامؓ نے کہا: نہیں! پھر آپؐ نے فرمایا: کیا جس رات کو چاند پورا ہو اور چاند بادل میں بھی نہ ہو، کیا تم چاند کے دیکھنے میں شک وشبہ کرتے ہو؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا: نہیں! پھر آپؐ نے فرمایا: قسم ہے! اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جس طرح چاند اور سورج کے دیکھنے میں شبہ نہیں کرتے، اسی طرح خدا کے دیکھنے میں بھی تم کو اس دن کوئی شبہ نہ ہوگا۔ پھر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ایک بندے کو خطاب کرتے ہوئے فرمائے گا: اے فلاں شخص! کیا میں نے تجھ کو دنیا میں عزت اور آبرو نہیں دی؟ کیا میں نے تجھ کو تیری حسب منشا بیوی نہیں دی؟ کیا میں نے تجھ کو سردار بننے اور لوگوں سے خراج وصول کرنے کا موقع نہیں دیا؟ بندہ ان تمام باتوں کے جواب میں عرض کرے گا: بے شک! تو نے یہ سب کچھ عطا کیا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھ کو یہ یقین تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرنے والا ہے؟ بندہ کہے گا: نہیں، تیری ملاقات کا مجھ کو گمان نہیں تھا، ارشاد ہوگا: جس طرح تو نے ان تمام نعمتوں کے باوجود مجھ کو بھلا دیا اور فراموش کردیا، اسی طرح میں آج تیرے ساتھ سلوک کروں گا اور تجھ کو بھلا دوں گا۔ پھر دوسرے بندے سے اسی طرح گفتگو کرے گا، پھر تیسرے سے اسی طرح ملاقات کرے گا اور یہی فرمائے گا۔ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور زکوٰۃ دی اور جس قدر تعریف کرسکتا ہوگا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا ٹھہر! ہم تیرے لئے گواہ طلب کرتے ہیں، بندہ اپنے جی میں سوچے گا یہاں کون ہے جو میرے خلاف شہادت دے گا؟ سو اس کے منہ پر مہر کردی جائے گی اور اس کی ران اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال پر گواہی دیں گے اور یہ معاملہ اس لئے کیا جائے گا تاکہ بندے کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور یہ منافق کا حال ہے اور یہ وہ بندہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ (مسلم)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

نماز جنازہ کا وقت

جب جنازہ تیار کر کے لایا جائے تو اسی وقت اس کی نماز ادا کردی جائے، لیکن مکروہ اوقات یعنی طلوع آفتاب، عین دوپہر کے وقت اور غروب آفتاب کے وقت نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لئے ان وقتوں کے گزر جانے کے بعد ہی نماز جنازہ ادا کی جائے۔ لیکن جو جنازہ عصر کے مکروہ وقت میں تیار ہوا ہو اس کی نماز جنازہ اسی وقت ادا کی جاسکتی ہے۔

س:...... نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

ج:...... سب سے پہلے نماز جنازہ پڑھنے کی نیت کریں کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے اس فرض کے ادا کرنے کی نیت کرتا ہوں، پھر اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں اور یہ ثنا پڑھیں:

''سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک وجل ثناؤک ولا الٰہ غیرک۔''

ترجمہ: ''پاک ہیں آپ اے اللہ! اور ہم آپ کی تعریف کرتے ہیں اور برکت والا ہے نام آپ کا اور بلند ہے بزرگی آپ کی اور بڑی ہے تعریف آپ کی اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے آپ کے۔''

اس کے بعد ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہیں اور یہ درود پاک پڑھیں:

''اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت وسلمت وبارکت ورحمت وترحمت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔''

ترجمہ: ''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت اور سلامتی اور برکت اور رحمت کاملہ نازل فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر، بے شک آپ قابل تعریف، بزرگی کے مالک ہیں۔''

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حالتِ جنگ میں مسلم فوج وقوم کا کردار!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

خطۂ کشمیر میں آج سے ۷۳۲ سال پہلے اسلام داخل ہوا۔ سب سے پہلے مسلمان سید شرف الدین عبدالرحمنؒ عرف بلبل شاہ یا بلاول شاہ نے یہاں قدم رکھا۔ ان کے نام پر سری نگر میں آج ایک محلّہ اور مسجد کا نام موجود ہے۔ ان کے ہاتھ پر والیٔ کشمیر رینچن نے کلمۂ اسلام پڑھا اور اپنا نام صدرالدین رکھا، اس کے بعد پانچ سو سال تک مسلمانوں نے کشمیر پر حکومت کی۔ اس کے بعد سکھوں نے اس خطہ پر قبضہ کیا، پھر سکھوں سے اس ملک کو انگریزوں نے چھینا۔ انگریزوں کو تاوان ادا کرکے ڈوگرہ قوم نے کشمیر کو ایک سو سال تک اپنے تسلّط میں رکھا، انہیں ڈوگروں نے مسلمانوں پر ظلم وجبر کے پہاڑ توڑے، جس کی بنا پر ۱۹۳۱ء میں مجلس احرار اسلام نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ اور دوسرے اکابر زعماء کی قیادت میں ان کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور کشمیر چلو تحریک چلائی، جس کے تحت چالیس ہزار کے قریب رضا کاروں نے کشمیر پہنچ کر اپنے کشمیری بھائیوں کی حمایت میں خود کو قید وبند کے لئے پیش کیا، اس تحریک کے نتیجہ میں کشمیر میں سیاسی بیداری پیدا ہوئی۔

اسی اثناء میں ۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہوا اور ملک پاکستان وجود میں آیا۔ تقسیم کے وقت آزاد ریاستوں کو اختیار دیا گیا کہ جس ملک کے ساتھ الحاق کرنا چاہیں ان کو اختیار ہے۔ مہاراجہ ہری سنگھ جو اس وقت کشمیر کا حکمران تھا، اس نے کشمیر کی اکثریتی مسلمان قوم کی مرضی کے برعکس ہندوستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کیا۔ مسلمانوں نے اس پر زبردست احتجاج اور علماء کرام نے جہاد کا فتویٰ دیا۔ مسلمانوں نے سری نگر کی طرف یلغار کردی، اقوام متحدہ نے مداخلت کی اور یہ کہہ کر جنگ بندی کرادی کہ مذاکرات کے ذریعہ عوام کا یہ حق تسلیم ہے کہ انہیں آزادانہ استصوابِ رائے کے ذریعہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے۔ تب سے بھارت کشمیر پر طاقت کے زور سے قابض ہے اور کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دینے سے انکاری ہے، آج ستر سال ہوگئے، جب سے اقوام متحدہ اور عالمی طاقتیں خاموش تماشائی کا کردار ادا کررہی ہیں، اور کشمیری عوام اپنی آزادی اور خود مختاری کے لئے مسلسل قربانیاں پیش کررہے ہیں۔

بہرحال اقوامِ متحدہ اور عالمی برادری کو اس مسئلہ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ۲؍فروری ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ کو اسلام آباد میں جمعیت علمائے اسلام نے مسئلہ کشمیر پر ایک مشاورتی آل پارٹیز کانفرنس بلائی، جس میں پاکستان کی تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں کے علاوہ آزاد کشمیر کے صدر اور وزیراعظم نے بھی شرکت کی، اس کانفرنس کے اختتام پر درج ذیل اعلامیہ جاری کیا گیا:

’’مولانا فضل الرحمن نے کل جماعتی مشاورتی کانفرنس کے اختتام پر اعلامیہ جاری کرتے ہوئے کہا کہ: یہ اجلاس بھارت کی جانب سے مقبوضہ کشمیر میں جاری غیرانسانی جبرو استبداد اور ریاستی دہشت گردی کے ذریعے غاصبانہ قبضے کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ یہ اجلاس آزادی کے شہیدوں کو سلام اور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مظلوم کشمیریوں کو یقین دلاتا ہے کہ مسئلہ کشمیر جو کہ ایک سیاسی اور انسانی المیے میں تبدیل ہو چکا ہے کے مستقل حل اور منطقی انجام تک ان کی مکمل سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت پورے عزم واستقلال کے ساتھ جاری رکھے گا۔ تمام مجاہدین اور کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ اجلاس تحریک آزادی کشمیر کو کچلنے کی غرض سے بھارتی افواج کی جانب سے غیرانسانی ہتھکنڈوں کے ذریعہ کشمیریوں کو گزشتہ ستر سالوں سے ظلم وستم کا نشانہ بنانے اور اس کے نتیجے میں تقریباً ایک لاکھ سے زائد بے گناہ کشمیریوں کو شہید کئے جانے، بالخصوص عورتوں کی بے حرمتی، نوجوانوں کی گمشدگی اور گمنام قبروں جیسی روح فرسا واقعات پر عالمی اداروں اور عالمی طاقتوں کی مجرمانہ خاموشی پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اس ضمن میں یاد رہے کہ صرف اکتوبر ۲۰۱۸ء میں قابض بھارتی افواج کی جانب سے اقوام متحدہ کے تفویض کئے گئے اختیارات کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے محض طاقت کا وحشیانہ غیر دانشمندانہ اور غیرانسانی مظاہرہ کیا گیا اور کشمیری نوجوانوں کو آزادی کی تحریک کے لئے آواز اٹھانے پر عسکریت پسند اور دہشت گرد ظاہر کر کے بے دردی سے بم دھماکوں اور بے رحمانہ فائرنگ سے شہید کر دیا گیا اور ان کے جسد خاکی کی کھلے عام بے حرمتی کی گئی، جس کا مقصد مظلوم کشمیری عوام کی آزادی اور حصول حق خودارادیت مانگنے کی وجہ سے نشانِ عبرت بنانا مقصود تھا، تاکہ انہیں اپنے بنیادی حق سے محروم رکھا جائے۔ ہم بھارت کی ایسی تمام ناپاک حکمت عملیوں اور استبدادی ہتھکنڈوں کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ یہ اجلاس اقوام متحدہ اور عالمی طاقتوں پر زور دیتا ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں کشمیریوں کی حق خودارادیت کے لئے فوری طور پر اپنا بھرپور کردار ادا کریں، بالخصوص گزشتہ دنوں اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل، او آئی سی اور برطانوی پارلیمنٹ کی آل پارٹی کشمیر گروپ کی سفارشات کی روشنی میں ایک آزاد اور خودمختار کمیشن بنایا جائے جو مقبوضہ کشمیر میں بھارتی افواج کی جانب سے کی جانے والی غیرقانونی کارروائیوں کی تحقیق کرے۔ نیز عالمی انسانی حقوق کے نمائندہ اداروں کو مقبوضہ کشمیر میں دورے کی اجازت دلوائی جائے، تاکہ اقوام عالم میں بھارت کا اصل چہرہ بے نقاب ہوسکے۔ یہ اجلاس جنوبی ایشیا میں پاک چین اقتصادی راہداری جیسے طویل المیعاد ترقیاتی منصوبوں کے لئے امن وامان اور سازگار ماحول کی ضمانت فراہم کرنے کی غرض سے جموں وکشمیر جیسے دیرینہ مسئلے کو بلاتاخیر حل کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے، تاکہ خطے میں دیگر ہمسایہ ممالک کے ساتھ مل کر غربت، جہالت اور دہشت گردی کا مکمل خاتمہ کیا جاسکے۔ اجلاس مسئلہ کشمیر پر حکومتی سردمہری کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے حکومت پر واضح کرتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں قومی اور عوامی امنگوں کی ترجمانی کرتے ہوئے کشمیر میں ہونے والے وحشیانہ مظالم پر بین الاقوامی اداروں میں مقدمہ کشمیر پیش کرے اور بھارتی مظالم سے پوری دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے پاکستانی سفارت خانوں اور دیگر ذرائع سے مسئلہ کشمیر کو اجاگر کرے۔ اجلاس دنیا پر واشگاف الفاظ میں واضح کردینا چاہتا ہے کہ امن کے لئے پاکستان کی کوششوں کو اس کی کمزوری سے تعبیر نہ کیا جائے۔ امن کے دشمن یاد رکھیں کہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے، اور وہ اپنے نظریاتی اور جغرافیائی حدود کی

حفاظت اور پاسداری کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ اجلاس ایک قرارداد کے ذریعہ بھارت کی سیاسی قیادت کو یہ پیغام دیتا ہے کہ وہ منفی اور مذہبی تنگ نظری جیسی سوچ پر نظرثانی کرے اور پرامن بقائے باہمی جیسے زریں اصولوں پر عمل کرتے ہوئے پاکستان کی طرف سے پیش کردہ تجاویز پر ازسرنو حقیقت پسندانہ غوروفکر کرے اور ایک عملی پروگرام ترتیب دیا جائے۔"

دوسری طرف برطانیہ کی پارلیمنٹ میں یومِ کشمیر منانے کی تقریب کا اعلان کیا گیا، جس میں ہمارے وزیرخارجہ بھی شریک ہوئے، اس میں مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے مظالم اور خون ریز تشدد کے مناظر سامنے لائے گئے، جس پر بھارت بہت سیخ پا ہوا اور اس تقریب کو روکنے کا اس نے مطالبہ کیا ہوا تھا، شاید اس خفت اور سبکی کو مٹانے کے لئے اس نے اپنی ایجنسیوں کے ذریعہ خود ہی پلوامہ میں خودکش بمبار کے ذریعہ اپنی فوجیوں کی بس پر حملہ کرایا، جس سے چالیس سے زائد بھارتی فوجی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ شنید ہے کہ اکثر فوجی سکھ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ اس حملہ کی مماثلت بظاہر ۱۱/۹ کے حملہ سے بھی ہوتی ہے، جس میں اکثر یہودی اس دن چھٹی پر بھیج دیئے گئے اور بلڈنگ میں باقی موجود لوگ اس کا نشانہ بنے۔ اسی طرح اس فوجی بس میں لگتا ہے کہ شاید ہندو کمیونٹی کو چھوڑ کر صرف سکھ برادری سے تعلق رکھنے والے فوجیوں کو بٹھایا گیا تھا اور یہ بھی کہا جارہا ہے کہ انڈین آرمی کے جوانوں نے کچھ عرصہ قبل اس کشمیری بمبار نوجوان کو پکڑا اور اس کے ساتھ ذلت آمیز سلوک کرتے ہوئے اسے زمین پر ناک رگڑنے پر مجبور کیا تھا، جس کی وجہ سے اس کے اندر انتقام کی آگ جوش مارتی رہی اور اس نے اس انداز میں اپنا بدلہ لیا۔ بہرحال وجہ کوئی بھی ہو، بھارت نے بلا سوچے سمجھے اس دھماکہ کے فوری بعد اس کا الزام پاکستان پر تھوپ دیا۔ پاکستان کے وزیراعظم نے پیش کش بھی کی کہ آپ ثبوت دیں، ہم کارروائی کریں گے، جیسا کہ وزیراعظم نے کہا:

"اسلام آباد (اے پی پی)۔ وزیراعظم عمران خان نے بھارت کو پلوامہ حملے کی تحقیقات میں تعاون کی پیشکش کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اگر بھارت نے حملہ کیا تو پاکستان جواب دینے کا سوچے گا نہیں، بلکہ جواب دے گا۔ جنگ شروع کرنا آسان مگر ختم کرنا انسان کے ہاتھ میں نہیں۔ جنگ شروع کی گئی تو بات کہاں تک جائے گی، یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ بھارت کے پاس پاکستان کے ملوث ہونے کے کوئی شواہد ہیں تو ہمیں فراہم کرے، ہم کارروائی کریں گے، پلوامہ حملے کا ہمیں کیا فائدہ ہے؟ انڈیا نے بغیر ثبوت الزام لگادیا........ افغانستان کی طرح کشمیر کا مسئلہ بھی بات چیت سے ہی حل ہوگا۔ بھارت سوچے کہ کشمیری نوجوانوں میں موت کا خوف کیوں ختم ہوگیا ہے۔" (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۰ فروری ۲۰۱۹ء)

لیکن بھارت نے ثبوت کیا دینے تھے، اچانک اس نے پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بالاکوٹ کے قریب بمباری کردی اور جھوٹ بولا کہ ہم نے پاکستان کے تین سو آدمی شہید کردیئے، حالانکہ جہاں بمباری ہوئی، وہاں چند درختوں کا نقصان اور ایک "کوّا" مرا ہوا پایا گیا۔ پاکستان نے پھر بھی حوصلے سے کام لیا اور دوسرے دن پھر اس کے جہازوں نے پاکستانی حدود میں گھسنے کی کوشش کی تو پاک ایئرفورس کے جوانوں میں سے محمد حسن صدیقی مردِ میدان، جانباز اور جواں ہمت نوجوان فوجی نے انہیں دبوچ لیا اور اس کے دو جہاز مار گرائے، ایک پاکستانی حدود میں گرا اور دوسرا بھارتی حدود میں گر کر تباہ ہوا، جب کہ اس کا ایک پائیلٹ پاکستانی فوج نے پکڑلیا، جس سے بھارت کا غرور خاک میں مل گیا۔

الحمدللہ! پاکستانی قوم نے اپنی افواج کی بہادری اور جرأت پر خوشیاں منائیں اور افواج کے شانہ بشانہ لڑنے کے عزم کا اظہار کیا۔ یکم مارچ ۲۰۱۹ء

بروز جمعہ کو اپنی افواج کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے ملک بھر کی تمام مساجد میں اپنی افواج کے حق میں بیانات کیے گئے اور پورے ملک کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے بالخصوص جمعیت علمائے اسلام اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی اپیل پر ملک میں ریلیاں نکالی گئیں اور جلسے جلوس کیے گئے۔

ادھر پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینیٹ کا مشترکہ اجلاس ہوا، جس میں مکمل اتحاد و اتفاق سے اپنی افواج کی صلاحیتوں پر اعتماد اور ان کے پشت پر کھڑے رہنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ اس موقع پر وزیراعظم نے ایک بار پھر بھارت کو تمام تصفیہ طلب مسائل پر مذاکرات کرنے کا اعادہ کیا اور کہا کہ: پاکستانی قوم ٹیپو سلطان کو اپنا آئیڈیل مانتی ہے۔ اگر بھارت نے مزید جنگ کی کوشش کی تو پھر ہم بھی جواب دینے کے لئے تیار ہوں گے۔

البتہ وزیراعظم نے بھارت کے پائلٹ کو چھوڑ دینے کا جو اعلان کیا، پاکستانی قوم میں سے اکثریت نے اس کی وجہ سے کافی اضطراب اور پریشانی کا اظہار کیا اور کہا کہ وزیراعظم عمران خان صاحب کو اگر پائلٹ کو چھوڑنا ہی تھا تو اتنا جلدی کرنے کی کیا ضرورت تھی، اس لئے کہ جب بھارت پاکستان سے اپنے پائلٹ کو چھوڑنے کا مطالبہ کرتا تو بھارت سے پاکستانی قیدیوں کے بارہ میں کئی شرائط منوائی جاسکتی تھیں۔ بہرحال پاکستانی قوم متحد ہے اور وہ اپنی فوج کے شانہ بشانہ لڑنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔

....

خطہ کی موجودہ صورتِ حال کے پیشِ نظر صرف ISPR اور وزارتِ اطلاعات کی پریس ریلیز پر اعتماد کریں اور خواہ مخواہ مواد کو بغیر تحقیق کے شیئر کرنے سے گریز کریں۔ Disinformation بھی دشمن کا ہتھیار ہوتا ہے، اس سے دشمن کو فائدہ، ملک کو نقصان اور عوام میں بددلی پیدا ہونے کا خدشہ ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے۔ پاک فوج کی کسی بھی موومنٹ کی ویڈیو کو سوشل میڈیا پر جاری کرنے سے اجتناب کیجئے، یہ ایک جرم بھی ہے اور دشمن کو بے خبر رکھنے کے لئے لازم بھی ہے، اس لئے احتیاط کیجئے اور پاکستان آرمی کی کسی بھی قسم کی موومنٹ کی ویڈیو یا تصویر سوشل میڈیا پر اپلوڈ نہ کیجئے۔

اس کے علاوہ دشمن کی چالوں کو سمجھیے، دشمن کی جھوٹی اور من گھڑت باتوں پر یقین نہ کریں، اپنے ملک کی فوج، نیوی اور ائیرفورس پر بھروسہ رکھیں اور خصوصی طور پر ان کے لئے اور پاکستان کے لئے دعا کریں۔ اللہ پاک اس پاک دھرتی پاکستان کو تاقیامت قائم دائم رکھے، پوری قوم اپنی پاک فوج کے ساتھ کھڑی ہے۔ ہم ان ۳۱۳ کے وارث ہیں جنہوں نے ساڑھے چودہ سو سال قبل اپنے سے کئی گنا بڑے لشکروں کو شکست فاش دی۔ ہم خالد بن ولیدؓ، طارق بن زیادؒ، سلطان محمود غزنویؒ، صلاح الدین ایوبیؒ، سلطان ٹیپوؒ اور محمد بن قاسمؒ کے وارث ہیں۔ تاریخ شاہد ہے، ہم طاقت میں اپنے سے کئی گنا پر غالب آئے ہیں۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ تعالیٰ ہمارے کشمیری بھائیوں کو جلدی آزادی نصیب فرمائے، ہمارے ملک پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدات کی حفاظت فرمائے۔

جس طرح آج انڈیا جارحیت کے خلاف پوری قوم متحد و متفق ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسے متحد اور متفق رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

واقعۂ معراج

واقعۂ معراج ایک ایسا شرف امتیاز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوا

مفتی عابد الرحمٰن بجنوری، (یوپی انڈیا)

نسل بنی آدم علیہ السلام کی اصلاح کے لئے مالک کن فیکون نے ہزاروں کی تعداد میں انبیاء و رسل مبعوث فرمائے۔ اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں ان پاک نفوس علیہم السلام نے جو سختیاں، پریشانیاں اور مصائب برداشت کیں، اس پر بشر تو کیا ملائکہ بھی چلا اٹھے، اللہ تعالیٰ نے اس امتحان اور آزمائش کی گھڑی میں نہ صرف یہ کہ ان پاک نفوس کی حفاظت فرمائی اور ان کو ثابت قدم رکھا بلکہ مزید اس کے صلہ میں اپنے یہاں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمایا اور دنیا میں بھی ان کو مختلف انعامات و معجزات کے ذریعہ سرخ رو کیا اور سرفرازی عطا فرمائی۔ لیکن فخر کائنات، مصلح کل سرور زمین اور سردار انبیاء و رسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت وانسیت کا اظہار ہی کچھ عجیب، انوکھے اور نرالے انداز میں فرمایا۔

ان ہی میں سے ایک محیر العقول، جن اور انس کی عقلوں سے وراء الوراء واقعہ معراج ہے، آج کی سائنس بھی اس کی تصدیق کرنے پر مجبور ہے اور اسی واقعہ کی روشنی میں آج کے سائنس دانوں نے چاند کی تسخیر کی اور مزید نئے نئے تجربات جاری ہیں۔

خود رب کائنات نے اس واقعہ کو اپنی قدرت کاملہ کے چند عجائبات میں سے ا... قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں بیان فر...

’’سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الْأَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ آیَاتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ o‘‘ (بنی اسرائیل:۱)

ترجمہ: ’’پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ جس کے گردو پیش کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے تاکہ ہم اس کو اپنی قدرت کے نشانات دکھائیں بیشک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔‘‘

تشریح: لفظ ’’سبحان‘‘ خود اس طرف اشارہ کررہا ہے کہ دنیاوی نقطہ نظر سے یہ واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے، ’’اسراء‘‘ کا لفظ رات کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ’’لیلا‘‘ کا ذکر کرنا وہ بھی نکرہ کے ساتھ اس طرف اشارہ کررہا ہے کہ رات کے تھوڑے وقت میں ایک طویل ترین مسافت طے کی گئی، اور رات کے وقت کو اس لئے منتخب کیا گیا کہ یہ وقت پرسکون اور خلوت کا ہوتا ہے اور ایسے وقت میں کسی کو دعوت دینا زیادہ اختصاص اور اعزاز کی دلیل ہے اور اس میں عربوں کے مزاج کی ...یت بھی پوشیدہ ہے اس وجہ سے کہ عرب رات کو ...سفر کرنا زیادہ پسند کرتے تھے اور ان کا آج بھی ... دستور ہے۔ اور آج کی مادہ پرست دنیا اور سربراہان مملکت بھی اہم امور اور اسفار کے لئے رات کے وقت کو ہی ترجیح دیتے ہیں، اور اہل ذوق (اللہ والے، صوفیہ حضرات) اس حکمت کو بخوبی سمجھتے ہیں، اور ’’بعبدہ‘‘ سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ سفر معراج، جسمانی ہوا نہ کہ روحانی (اور آج کی سائنسی ترقی نے اس کی مزید تصدیق کردی ہے کہ انسان لمحوں میں آسانی سفر کرسکتا ہے فتدبروا) اور بعبدہ فرما کر اس بات کی بھی نفی کردی کہ کہیں کوئی جاہل اس عجیب اور غریب واقعہ کی وجہ سے نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معبود نہ سمجھ بیٹھے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ’’عبدہ‘‘ یعنی اپنا محبوب بندہ فرمایا اور ’’لنریہ من آیاتنا‘‘ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عجیب اور غریب واقعات دکھائے گئے اور اپنی قدرت عظیمہ کا مشاہدہ کرایا گیا۔

اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رویت جسمانی کرائی گئی نہ کہ روحانی، کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے یہ فرماتے کہ میں نے ایک خواب دیکھا تو اس میں کسی کو تعجب نہ ہوتا لوگوں کو استعجاب صرف اسی وجہ سے ہوا کہ جسمانی طور پر ایسا ممکن نہیں۔ اسی وجہ اس واقعہ کو عجیب و غریب کہا گیا۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی مزید وضاحت اور شہادت دینی پڑی جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا اور ’’انہ ھو السمیع البصیر‘‘ کہہ کر یہ فرمانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر مطلق ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین و منکرین رسالت کے لئے تنبیہ و آگاہی ہے کہ ہم نے جو کچھ اپنے پیارے محبوب کو عطا کیا ہے یا ان کے ذریعہ جو پیغام لوگوں تک پہنچایا جارہا ہے وہ

بالکل برحق ہے اور یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ ہم نے جو عجائبات کی رویت اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی ہے اس سے وہ ہمارے برابر نہیں ہوگئے، یا ان عجائبات کی انتہا یہیں تک نہیں، ہم اس سے بھی زیادہ قدرت والے ہیں اور ہم بالذات سمیع وبصیر ہیں۔

معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعیین وقت (تاریخ، ماہ وسال) میں بہت ہی اختلاف ہے: لیکن اس سے نفسِ واقعہ پر کوئی اثر واقع نہیں ہوتا، کیونکہ نصِ قطعی اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس سے کسی شرعی حکم کا اثبات بھی مقصود نہیں۔ امام زہریؒ اور حربیؒ کا بیان ہے کہ یہ واقعہ ۲۷ ربیع الثانی ہجرت سے آٹھ برس قبل کا ہے (بشریٰ: ۱۹۲)۔ (لیکن صاحب فتح الباری نے انہی امام کا ایک قول ہجرت سے پانچ سال قبل کا بیان کیا ہے) بعض ائمہ نے بعد والے قول کو ترجیح دی ہے لیکن زیادہ مشہور قول سن ۱۰ نبوی یعنی ہجرت سے تین سال قبل کا ہے۔ اور بعضوں نے بارھواں سال بھی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح سے مہینوں کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ربیع الاول، ربیع الثانی، رجب، رمضان، شوال کی روایتیں ہیں؛ لیکن معتبر اور راجح قول ۲۷ ربیع الاول کا ہے۔ بعض متاخرین علمائے کرام نے ۲۷ رجب المرجب کو اختیار کیا ہے؛ لیکن پہلا قول زیادہ اقرب الی الصواب ہے۔ اس خاص رات کی تعیین میں بھی اختلاف ہے، بعض نے کہا جمعہ کی، بعض نے ہفتہ کی اور کسی نے پیر کی رات کو اختیار کیا ہے لیکن جمعہ والا قول زیادہ اقرب الی الصواب ہے۔

ان تمام اقوال کی روشنی میں موجودہ اختلافاتِ کثیرہ سے قطعیت کسی ایک طرف نہیں؛ کیونکہ ہر ایک کے پاس دلائل ہیں، لیکن نفسِ واقعہ سے کسی کو اختلاف نہیں۔

مختصر یہ کہ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں آرام فرما تھے اور آپ بین الیقظ والنوم (یعنی غنودگی) کی حالت میں تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام عالمِ ارواح سے ایک سواری جس کا نام براق تھا (جو قد میں گدھے اور خچر کے درمیان تھا، اور اس کے دو پر تھے اور اس کی برق رفتاری بھی عجیب تھی اور اس کی کیفیت بھی نہایت چوکنا اور مستعد جانور کی سی تھی) لے کر تشریف لائے۔ اوّل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور آپ کے دل اور سینے کو زمزم سے دھویا گیا اور پھر اس میں علم وحکمت کی اشیاء رکھی گئیں، بعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس براق پر سوار کرکے بیت المقدس پہنچایا گیا۔ راستے میں عالمِ برزخ کے بہت سے واقعات کا مشاہدہ کرایا گیا۔ بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جمع تھے۔ اذان واقامت کے بعد ان تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی، پھر تمام انبیاء کرام نے الگ الگ خطبہ پڑھا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد اپنا تعارف کرایا اور اپنے کمالات بیان فرمائے۔ سب سے اخیر میں حضور سردارِ انبیائے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا بلیغ اور باوقعت خطبہ پڑھا کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام عش عش کر اُٹھے اور سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام وکمالات کو تسلیم کیا، بعدہٗ آسمانوں کی طرف عروج ہوا، وہاں ہر آسمان پر علیحدہ علیحدہ طور پر حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، صالح علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام وابراہیم علیہ السلام سے ملاقاتیں ہوئیں اور سب نے آپ کا استقبال واکرام کیا، وہاں سے آپ سدرۃ المنتہیٰ تشریف لے گئے جس کی کیفیت ملائکہ وجن وانس کے ادراک سے باہر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں کی سیر کرائی گئی، جنت دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا، اس کے بعد آپ کو "مقامِ قرب" سے نوازا گیا جس کو "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى" فرمایا گیا اور حق سبحانہ وتعالیٰ سے بے حجابانہ کلام ہوا۔ رخصتی کے وقت من جملہ اور تحفوں کے ایک تحفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اُمت کے لئے نماز پنج گانہ کا تحفہ دیا گیا وغیرہ۔

صبح کو بعد نمازِ فجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم شریف میں بیٹھ کر لوگوں سے اس واقعے کا اظہار فرمایا جس کو سن کر لوگوں کو تعجب ہوا اور بعض نومسلم جو ابھی ابھی تازہ تازہ ایمان لائے تھے، ابھی اسلام ان کے دلوں میں پوری طرح سے راسخ یا جاں گزیں نہیں ہوا تھا مرتد ہوگئے۔ اسی واقعے سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی، اگر خواب ہوتا تو یہ لوگ کیوں مرتد ہوتے اور کیوں آپ کی تکذیب کرتے؟ فَتَدَبَّرُوا! اس واقعہ کو سن کر جملہ کفار اور بالخصوص ابوجہل نے آپ کی سخت تضحیک وتکذیب کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب اس واقعے کو سنا تو انہوں نے فوراً اس کی تصدیق کی اور اسی دن سے "صدیق" ان کا لقب ہوا۔ کفار اور منافقین نے آپ سے دلائل طلب کئے۔ ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے

کہ میں نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا کہ ’’جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوگیا اور بیت المقدس کو میرے خیال میں ڈال دیا گیا اور میں اس کو دیکھتا جاتا تھا اور لوگوں سے اس کی نشانیاں بیان کرنے لگا۔‘‘

بعض لوگوں نے کہا کہ بیت المقدس کے کتنے دروازے ہیں؟ میں نے اس کے دروازے شمار نہ کئے تھے مگر میں اس کی طرف دیکھتا تھا اور ایک ایک کرکے دروازے شمار کراتا جاتا تھا۔ میں نے ان لوگوں کے قافلے کو جو راستے میں تھے ان کو اور ان کی علامات کو بھی بیان کیا، چنانچہ لوگوں نے اس کو بھی ان لوگوں سے اسی طرح پایا جس طرح میں نے بیان کیا تھا۔

اور اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو حطیم میں اس حالت میں پایا کہ قریش مجھ سے رات کے چلنے کے راستے کو دریافت کرتے تھے، انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی چند اشیاء دریافت کیں جن کو میں اچھی طرح یاد نہیں رکھ پایا تھا۔ مجھے ایسی سخت بے چینی ہوئی کہ اس سے پہلے میں کبھی اتنا بے چین نہیں ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری طرف بلند کردیا کہ میں اس کو دیکھ لوں۔ وہ لوگ مجھ سے دریافت کرتے تھے اور میں خبر دیتا تھا۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کیوں لے جایا گیا؟ اس میں کیا حکمت پوشیدہ تھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے جانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ سرزمین بیت المقدس اور اس کے اردگرد ہزاروں کی تعداد میں انبیاء و رسل مدفون ہیں اور یہ خطۂ پاک ان کے فیوض و برکات کا سرچشمہ رہا ہے، اس لئے ایک پاک جگہ سے دوسری پاک جگہ لے جاکر یہ سمجھانا مقصود ہے کہ ان تمام انبیاء و رسل کے فیوض و برکات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہوگئے ہیں اور اب ان تمام فیوض و برکات کا سرچشمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے اور یہود و نصاریٰ کو یہ تعلیم دینا بھی مقصود ہے کہ اب ان تمام انوار و برکات کی حامل ایک اُمت ہوگی اور وہ ہے ’’امت محمدیہ‘‘ اسی لئے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

الغرض معراج کے تمام واقعات چاہے وہ دو دفعہ کے ہوں یا ایک، سب سے یہی تعلیم ملتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ دین کی تکمیل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم الانبیاء ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر ملک و قوم و ساری کائنات کے لئے تا قیامت علیم و بشیر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر اتمامِ نعمت و تکمیلِ دین ہے۔ اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اعلیٰ و افضل مقام ’’مقامِ قرب‘‘ عطا کیا گیا۔

اور بقول امیر مینائی:

صفحۂ دہر میں صورت گر قدرت نے امیرؔ
ان کی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

اور بقول والد و مرشدنا حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری نور اللہ مرقدہ:

’’جسے وسعتیں بھی نہ پا سکیں
وہ نبیؐ کا پاک مقام ہے۔‘‘

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس، دریا خان

بھکر، دریا خان (مولانا محمد ساجد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دریا خان ضلع بھکر کے زیر اہتمام ۲؍مارچ ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ تحفظ ناموس رسالت کانفرنس جامع مسجد فردوس دریا خان میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز قاری محمد عارف رحیمی ڈلے والہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ محمد عمر انصاری، حافظ محمد ابراہیم احراری جھانخان، حافظ فیصل بلال حسان گجروالہ، نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان، مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا، مقامی مبلغ محمد ساجد (راقم الحروف) کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے کہا کہ قادیانی ملک پاکستان کے آئین کے غدار ہیں۔ آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس کے باوجود پاکستان کے اہم سرکاری عہدوں پر براجمان ہیں۔ کانفرنس میں مفتی شفاء اللہ، مولانا عبدالرؤف، مولانا محمود الحسن جھانخان و دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ناظم نشر و اشاعت قاری محمد ساجد صاحب کی زیر نگرانی درجنوں کارکنانِ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دریا خان نے انتھک محنت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنانِ ختم نبوت کی کوششوں کو قبول فرمائے اور روزِ محشر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے جام کوثر نصیب فرمائے۔ آمین۔

اپریل فول کی تاریخی وشرعی حیثیت

مولانا ابوجندل قاسمی، استاذ دارالعلوم ناندہ، رامپور، یوپی

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے۔ اس نے زندگی کے تمام شعبہ جات کے لئے اپنے ماننے والوں کو بہترین اور عمدہ اصول وقوانین پیش کیے ہیں۔ اخلاقی زندگی ہو یا سیاسی، معاشرتی ہو یا اجتماعی اور سماجی ہر قسم کی زندگی کے ہر گوشہ کے لئے اسلام کی جامع ہدایات موجود ہیں اور اسی مذہب میں ہماری نجات مضمر ہے۔

مگر آج ہمیں یورپ اور یہود ونصاریٰ کی تقلید کا شوق ہے اور مغربی تہذیب کے ہم دلدادہ ہیں۔ یورپی تہذیب وتمدن اور طرزِ معاشرت نے مسلمانوں کی زندگی کے مختلف شعبوں کو اپنے رنگ میں رنگ دیا ہے۔ مسلمانوں کی زندگی میں انگریزی تہذیب کے بعض ایسے اثرات بھی داخل ہوگئے ہیں، جن کی اصلیت وماہیت پر مطلع ہونے کے بعد ان کو اختیار کرنا انسانیت کے قطعاً خلاف ہے؛ مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ ان اثرات پر مضبوطی سے کاربند ہے؛ حالاں کہ قوموں کا اپنی تہذیب وتمدن کو کھودینا اور دوسروں کے طریقہ رہائش کو اختیار کرلینا ان کے زوال اور خاتمہ کا سبب ہوا کرتا ہے۔ مذہب اسلام کا تو اپنے متبعین سے یہ مطالبہ ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدم پر مت چلو، یقیناً وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔'' (البقرہ:۲۰۸، بیان القرآن)

یہود ونصاریٰ کی جو رسومات ہمارے معاشرہ میں رائج ہوتی جارہی ہیں، انہیں میں سے ایک رسم ''اپریل فول'' منانے کی رسم بھی ہے۔ اس رسم کے تحت یکم اپریل کی تاریخ میں جھوٹ بول کر کسی کو دھوکا دینا، مذاق کے نام پر بے وقوف بنانا اور اذیت دینا نہ صرف جائز سمجھا جاتا ہے؛ بلکہ اسے ایک کمال قرار دیا جاتا ہے۔ جو شخص جتنی صفائی اور چابک دستی سے دوسروں کو جتنا بڑا دھوکا دے دے، اتنا ہی اس کو ذہین، قابلِ تعریف اور یکم اپریل کی تاریخ سے صحیح فائدہ اٹھانے والا سمجھا جاتا ہے۔ یہ رسم اخلاقی، شرعی اور تاریخی ہر اعتبار سے خلاف مروت، خلاف تہذیب اور انتہائی شرمناک ہے۔ نیز عقل ونقل کے بھی خلاف ہے۔

اس رسم بد کی دو حیثیتیں ہیں: (۱) تاریخی۔

(۲) شرعی۔

اپریل فول کی تاریخی حیثیت:

اس رسم کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اس بارے میں مورخین کے بیانات مختلف ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے تین اقوال پیش کرتے ہیں؛ تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ عقل وخرد کے دعوے داروں نے اس رسم کو اپنانے میں کیسی بے عقلی اور حماقت کا ثبوت دیا ہے۔

(۱) بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترہویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی ''وینس'' (Venus) کی طرف منسوب کرکے مقدس سمجھا کرتے تھے، تو چوں کہ سال کا یہ پہلا دن ہوتا تھا؛ اس لئے خوشی میں اس دن کو جشن کے طور پر منایا کرتے تھے اور اظہار خوشی کے لئے آپس میں ہنسی مذاق بھی کیا کرتے تھے، تو یہی چیز رفتہ رفتہ ترقی کرکے اپریل فول کی شکل اختیار کرگئی۔

(۲) انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ بیان کی گئی ہے کہ اکیس مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنی شروع ہوجاتی ہیں، ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ اس طرح مذاق کرکے ہمیں بے وقوف بنارہی ہے؛ لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کردیا۔ (انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا، بحوالہ ''ذکروفکر'' ص۶۷، مفتی تقی عثمانی مدظلہ)

(۳) ایک تیسری وجہ انیسویں صدی عیسوی کی معروف انسائیکلو پیڈیا ''لاروس'' نے بیان کی ہے اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرلیا اور رومیوں کی عدالت میں پیش کیا تو رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا، ان کو پہلے یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالت میں پیش کیا گیا، پھر وہ انہیں پیلاطس کی عدالت میں فیصلہ کے لئے لے گئے، پھر پیلاطس نے ان کو ہیرودیس کی عدالت میں بھیج دیا اور بالآخر ہیرودیس نے دوبارہ فیصلہ کے لئے ان کو پیلاطس ہی کی عدالت میں بھیج دیا۔ لوقا کی انجیل میں اس واقعہ کو اس طرح نقل کیا گیا ہے:

’’اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں میں اُڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس سے پوچھتے تھے کہ نبوت سے بتا تجھے کس نے مارا؟ اور انہوں نے طعنہ سے اور بھی بہت سی باتیں اس کے خلاف کہیں۔‘‘

(انجیل لوقا، ب۲۲، آیت ۶۳-۶۵، ص ۲۲۷)

اور انجیل لوقا ہی میں ہیرودیس کا پیلاطس کے پاس واپس بھیجنا ان الفاظ سے منقول ہے:

’’پھر ہیرودیس نے اپنے سپاہیوں سمیت اسے ذلیل کیا اور ٹھٹھوں میں اڑایا اور چمک دار پوشاک پہنا کر اس کو پیلاطس کے پاس واپس بھیجا۔‘‘

(انجیل لوقا، ب۲۳، آیت ۱۱، ص ۲۲۸)

لاروس کا کہنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا مقصد بھی ان کے ساتھ مذاق کرنا اور انہیں تکلیف پہنچانا تھا، چونکہ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا، اس لئے اپریل فول کی رسم درحقیقت اسی شرمناک واقعے کی یادگار ہے۔ (ذکر و فکر، ص ۶۷-۶۹)

اگر یہ بات در[illegible] نا بھی[illegible] ہے کہ یہ رسم یہودیوں نے جاری [illegible] راس کا منشاء حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی تضحیک ہوگی؛ لیکن یہ بات حیرت ناک ہے کہ جو رسم یہودیوں نے (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہنسی اڑانے کے لئے جاری کی اس کو عیسائیوں نے کس طرح قبول کرلیا؛ بلکہ خود اس کے رواج دینے میں شریک ہوگئے؛ جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف رسول؛ بلکہ ابن اللہ کا درجہ دیتے ہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ یہ ان کی دینی بدذوقی یا بے ذوقی کی تصویر ہے۔ جس طرح صلیب، کہ ان کے عقیدہ کے مطابق اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی ہے، تو ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس کی شکل سے بھی ان کو نفرت ہوتی؛ لیکن ان پر خدا کی مار یہ ہے کہ اس پر انہوں نے اس طرح تقدس کا غازہ چڑھایا کہ وہ ان کے نزدیک مقدس شے بن کر ان کے مقدس مقامات کی زینت بن گئی۔ بس اسی طرح اپریل فول کے سلسلہ میں بھی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کی نقالی شروع کردی۔ اللّٰھم احفظنا منــــــہ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عیسائی اس رسم کی اصلیت سے ہی واقف نہ ہوں اور انہوں نے بے سوچے سمجھے اس پر عمل شروع کردیا ہو۔ واللہ اعلم

اپریل فول کی شرعی حیثیت:

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ تاریخی اعتبار سے یہ رسم بد قطعاً اس قابل نہیں کہ اس کو اپنایا جائے؛ کیونکہ اس کا رشتہ یا تو کسی توہم پرستی سے جڑا ہوا ہے، جیسا کہ پہلی صورت میں، یا کسی گستاخانہ نظریے اور واقعے سے جڑا ہوا ہے؛ جیسا کہ دوسری اور تیسری صورت میں۔ اس کے علاوہ یہ رسم اس لئے بھی قابلِ ترک ہے کہ یہ مندرجہ ذیل کئی گناہوں کا مجموعہ ہے:

(۱) مشابہت کفار و یہود و نصاریٰ،

(۲) جھوٹا اور ناحق مذاق،

(۳) جھوٹ بولنا،

(۴) دھوکہ دینا،

(۵) دوسرے کو اذیت پہنچانا۔

ان میں سے ہر ایک پر الگ الگ عنوانات کے تحت مختصر کلام کیا جاتا ہے، تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ احادیثِ شریفہ میں ان گناہوں پر کتنی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

کفار اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کی مشابہت اور بود و باش اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، مثلاً: آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا اور مشرکین ومجوس کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح یہود کی مشابہت سے بچنے کے لئے دسویں محرم کے ساتھ نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا بھی حکم فرمایا۔ غرض کہ ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قوموں کے طریقۂ زندگی کو اپنانے سے منع فرمایا ہے۔ اور ان الفاظ میں وعید فرمائی ہے کہ: ’’مــن تشبّــہ بـقـوم فهـو منـهـم‘‘ (مشکوۃ شریف) یعنی جو شخص کسی قوم سے مشابہت اور ان کے طور طریقے کو اختیار کرے گا اس کا شمار انہی میں ہوگا؛ مگر افسوس کہ غیر قوموں کا طریقہ ہی آج ہمیں پسند ہے۔

حالانکہ ہمیشہ ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہے، آپ کی حیات میں بھی اور وفات ظاہری کے بعد بھی۔ نیز ہمیشہ ان کی کوششیں دین اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے پر صرف ہوتی ہیں؛ مگر ہم مسلمان ذرا

اس بات پر غور نہیں کرتے اور انہیں کے طور طریقوں میں مگن رہتے ہیں اور اپنے عمل سے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں۔

ایک عبرت ناک واقعہ:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے مواعظ میں کسی جگہ ایک واقعہ منقول ہے کہ ایک پیر صاحب غیر مسلموں کے تہوار ”ہولی“ کے دن پان کھاتے ہوئے اپنے مریدین کے ساتھ جارہے تھے، پورا راستہ ہولی کے رنگ سے رنگا ہوا تھا۔ رنگی ہوئی سڑک پر ایک گدھا کھڑا ہوا عجیب سا معلوم ہورہا تھا، پیر صاحب نے ازراہِ مذاق پان کی پیک یہ کہتے ہوئے گدھے پر تھوک دی کہ ”تجھ کو کسی نے نہیں رنگا، میں ہی رنگ دیتا ہوں۔“ القصہ پیر صاحب کی وفات کے بعد کسی مرید نے ان کو خواب میں دیکھا کہ عذاب میں مبتلا ہیں، پوچھنے پر فرمایا کہ ہولی کے دن کے واقعہ کی گرفت ہوگئی۔ خدا کی پناہ!

جھوٹا اور ناحق مذاق:

اسلام نے خوش طبعی، مذاق اور بذلہ سنجی کی اجازت دی ہے۔ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ مذاق فرمایا ہے؛ لیکن آپ کا مذاق جھوٹا اور تکلیف دہ نہیں ہوتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

ترجمہ: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو ہمارے ساتھ دل لگی فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ (میں دل لگی ضرور کرتا ہوں مگر) سچی اور حق بات کے علاوہ کچھ نہیں بولتا۔ (ترمذی شریف)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مذاق میں دوسرے شخص کا جوتا غائب کردیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”کسی مسلمان کو مت ڈراؤ (نہ حقیقت میں نہ مذاق میں) کیونکہ کسی مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔“ (الترغیب والترہیب)

امام غزالیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مزاح و مذاق پانچ شرطوں کے ساتھ جائز؛ بلکہ حسنِ اخلاق میں داخل ہے اور ان میں سے کوئی ایک شرط مفقود ہوجائے تو پھر مذاق ممنوع اور ناجائز ہے۔

(۱) مذاق تھوڑا یعنی بقدرِ ضرورت ہو،

(۲) اس کا عادی نہ بن جائے،

(۳) حق اور سچی بات کہے،

(۴) اس سے وقار اور ہیبت کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ ہو،

(۵) مذاق کسی کی اذیت کا باعث نہ ہو۔

(احیاء العلوم اردو)

سفیان بن عیینہؒ سے کسی نے کہا کہ مذاق بھی ایک آفت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نہیں؛ بلکہ سنت ہے، مگر اس شخص کے حق میں جو اس کے مواقع جانتا ہو اور اچھا مذاق کرسکتا ہو۔

(خصائل نبوی)

بہرحال حاصل یہ ہے کہ جھوٹے اور تکلیف دہ مذاق کی شریعت اسلامیہ میں کوئی گنجائش نہیں؛ بلکہ اس طرح کا مذاق مذموم ہے۔

جھوٹ بولنا:

اس رسم ”اپریل فول“ میں سب سے بڑا گناہ جھوٹ ہے؛ جبکہ جھوٹ بولنا دنیا و آخرت میں سخت نقصان اور محرومی کا سبب ہے۔ نیز اللہ رب العالمین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث ہے۔

قرآن کریم میں جھوٹ بولنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ ارشاد مبارک ہے:

ترجمہ: ”پس لعنت کریں اللہ تعالیٰ کی ان لوگوں پر جو کہ جھوٹے ہیں۔“

نیز احادیث شریفہ میں بھی مختلف انداز سے اس بدترین و ذلیل ترین گناہ کی قباحت و شناعت بیان کی گئی ہے۔

حدیث ۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو اس کلمہ کی بدبو کی وجہ سے جو اس نے بولا ہے رحمت کا فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔“ (ترمذی شریف)

حدیث ۲: ایک حدیث شریف میں آپ نے جھوٹ کو ایمان کے منافی عمل قرار دیا، حضرت صفوان بن سُلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا:

ترجمہ: ”کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! (مسلمان میں یہ کمزوری ہوسکتی ہے) پھر عرض کیا گیا کہ کیا مسلمان بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! (مسلمان میں یہ کمزوری بھی ہوسکتی ہے) پھر عرض کیا گیا کیا مسلمان جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ نے جواب عنایت فرمایا کہ نہیں! (یعنی ایمان کے ساتھ بے باکانہ جھوٹ کی عادت جمع نہیں ہوسکتی اور ایمان جھوٹ کو برداشت نہیں کرسکتا)۔“

حدیث۳: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فجر کی نماز کے بعد اپنا خواب لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات میں نے یہ خواب دیکھا کہ دو آدمی (فرشتے) میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر ارضِ مقدس کی طرف لے گئے تو وہاں دو آدمیوں کو دیکھا، ایک بیٹھا ہے اور دوسرا کھڑا ہوا ہے، کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے آدمی کے کلّے کو لوہے کی زنبور سے گدّی تک چیرتا ہے، پھر دوسرے کلّے کو اسی طرح کاٹتا ہے۔ اتنے میں پہلا کلّا ٹھیک ہوجاتا ہے اور برابر اس کے ساتھ یہ عمل جاری ہے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ:

ترجمہ: ''بہرحال وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کے کلّے چیرے جارہے ہیں، وہ ایسا بڑا جھوٹا ہے جس نے ایسا جھوٹ بولا کہ وہ اس سے نقل ہوکر دنیا جہاں میں پہنچ گیا؛ لہٰذا اس کے ساتھ قیامت تک یہی معاملہ کیا جاتا رہے گا۔'' (بخاری شریف)

حدیث۴: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں جھوٹ بولنے کو بڑی خیانت قرار دیا ہے۔ حضرت سفیان ابن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''یہ بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایسی گفتگو کرے، جس میں وہ تجھے سچا سمجھتا ہو حالانکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔'' (مشکوٰۃ شریف)

حدیث۵: اسی طرح ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ بولنے سے بچنے پر (اگرچہ مذاق سے ہی ہو) جنت کی ضمانت لی ہے۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''میں اس شخص کے لئے جنت کے بیچ میں گھر کی کفالت لیتا ہوں جو جھوٹ کو چھوڑ دے، اگرچہ مذاق ہی میں کیوں نہ ہو۔'' (الترغیب والترہیب)

حدیث۶: حضرت بہز بن حکیم اپنے والد معاویہ کے واسطہ سے اپنے دادا حیدہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے اس کے لئے بربادی ہو، بربادی ہو، بربادی ہو۔'' (ترمذی شریف)

مطلب یہ ہے کہ صرف لطف صحبت اور ہنسنے ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنا بھی ممنوع ہے۔ آج کل لوگ نت نئے چٹکلے تیار کرتے ہیں اور محض اس لئے جھوٹ بولتے ہیں تاکہ لوگ ہنسیں، انہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد رکھنا چاہئے اور اس برے فعل سے باز آنا چاہئے۔

دھوکہ دینا:

اپریل فول کی رسم بد میں چوتھا گناہ، مکر و فریب ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گناہ پر سخت الفاظ سے وعید بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہم کو (مسلمانوں کو) دھوکا دے، اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔'' (مسلم شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''مومنین آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ اور محبت کرنے والے ہوتے ہیں اگرچہ ان کے مکانات اور جسم ایک دوسرے سے دور ہوں اور نافرمان لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دھوکے باز اور خائن ہوتے ہیں، اگرچہ ان کے گھر اور جسم قریب قریب ہوں۔'' (الترغیب والترہیب)

مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ دھوکہ بازی اللہ تعالیٰ سے بغاوت کرنے والوں اور نافرمانوں کا عمل ہے، مومنین کا عمل تو ایک دوسرے کے ساتھ خیرخواہی کرنا ہے۔ لہٰذا کسی بھی ایمان والے کو دوسروں کے ساتھ دھوکے کا معاملہ نہیں کرنا چاہئے۔

ایک عبرت ناک واقعہ:

عبدالحمید بن محمود معولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حاضر تھا، کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے ہیں جب ہم ذات الصفاح (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا، ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کی، پھر قبر کھودنے کا ارادہ کیا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے، اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی سانپ موجود تھا۔ اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ ہم ایسی صورت حال میں کیا کریں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ سانپ اس کا وہ بدعمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اس کو اسی قبر میں دفن

کر دو، اللہ کی قسم اگر تم اس کے لئے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے۔ بہرحال اسے اسی طرح دفن کر دیا گیا۔ سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس کا عمل پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ غلہ کا تاجر تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی مقدار کا بھس ملا دیتا تھا۔ (گویا کہ دھوکہ سے بھس کو اصل غلہ کی قیمت پر فروخت کرتا تھا)۔ (شرح الصدور للسیوطی)

دوسرے کو تکلیف دینا:

ایک حدیث شریف میں صحیح اور کامل مسلمان اس کو قرار دیا گیا ہے جو کسی مسلمان بھائی کو تکلیف نہ دے؛ بلکہ ہمارا مذہب اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن کے ہاتھ وغیرہ سے پوری دنیا کے انسان (مسلم ہو یا غیر مسلم) محفوظ ہونے چاہئیں؛ بلکہ جانوروں کو تکلیف دینا بھی انتہائی مذموم، بدترین اور شدید ترین گناہ؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔'' (بخاری شریف، مسلم شریف)

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ترجمہ: ''کامل مومن وہ شخص ہے جس سے تمام لوگ اپنے خونوں اور مالوں پر مامون و بے خوف وخطر رہیں۔'' (ترمذی شریف)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے جو کسی مومن کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ چال بازی کا معاملہ کرے۔''

مندرجہ بالا تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ''اپریل فول'' بہت سارے بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے؛ لہٰذا اب ہم مسلمانوں کو خود فیصلہ کر لینا چاہئے کہ آیا یہ رسم بد اس لائق ہے کہ مسلمان معاشرہ میں اپنا کر اس کو فروغ دیا جائے؟ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس طرح کی تمام برائیوں سے محفوظ فرمائے اور دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین یارب العالمین! ☆☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

گوجرانوالہ (مولانا محمد عارف شامی) ناموس رسالت کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ نئے پاکستان میں دو تین مرتبہ ناموس رسالت قانون تبدیل کرنے کی سازش ہو چکی ہے اور احتجاجی مظاہروں سے یہ سازشیں ناکام ہوئی ہیں۔ موجودہ حکومت امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی مکمل پاس داری کرے، حکومت کی عدم دلچسپی سے دن بہ دن قادیانیوں کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں اور ان کے سپورٹر قادیانی نواز اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمنی واضح ہے اور بقول علامہ اقبال مرحوم: ''قادیانیت یہودیت کا چربہ اور یہ اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔'' قادیانیوں کی سرگرمیوں اور علامہ اقبال کے قول کی روشنی میں موجودہ حکومت تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ ان خیالات کا اظہار گزشتہ روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گوجرانوالہ میں دسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مفتی شاہد مسعود، مولانا عبدالسلام شاکر، سید سلمان گیلانی نے خطاب کیا۔ اس موقع پر مقامی علماء کرام مولانا ہدایت اللہ جالندھری، مفتی غلام نبی، مولانا محمد اشرف مجددی، سید احمد حسین زید، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، مولانا محمد عمر حیات، حافظ خرم شہزاد، مولانا عبدالمجید کمبوہ نے بھی خطاب کیا۔ ختم نبوت کانفرنس میں شرکاء نے اس بات کا عزم کیا کہ ناموس رسالت کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرتے رہیں گے اور ملک میں ہونے والے تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ کے اندر اپنی شرکت کو یقینی بنائیں گے اور اسے کامیاب کریں گے، اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ۳۱/مارچ کو سرگودھا میں ہونے والے ملین مارچ میں گوجرانوالہ سے بھرپور قافلوں کی صورت میں شرکت کی جائے گی اور ہم ناموس رسالت کے تحفظ کی اس تحریک میں ان شاء اللہ! قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا دست وبازو اور ورکر بن کر اس اجتماع کو کامیاب بنائیں گے۔

طویل بیماری میں علاج کی شرعی حیثیت!

''Palliative Care'' اور اسلام'' کے موضوع پر کی گئی تقاریر اور متعلقہ شرعی مسائل کے جوابات

بیان: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
(آخری قسط)
ضبط و تخریج: محمد وصی فصیح بٹ

Advance Directives کی شرعی حیثیت:

سوال: کیا اسلام اجازت دیتا ہے کہ کوئی انسان اپنی صحت و علاج کے بارے میں پیشگی ہدایات (Advance Directives) دے سکے؟ Advance Directives DNR کے ساتھ ساتھ ہی آتا ہے۔ دراصل ڈاکٹر صاحبان کسی مریض کو تین طریقوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں:

۱: Electrical اس میں Shocks دیئے جاتے ہیں۔

۲: Mechanical اس میں Mechanical ventilation بھی شامل ہے۔

۳: Chemical وہ Chemical جن سے بالکل آخری وقت میں rhythm تبدیل ہوتے وقت ہم اس کو support کرتے ہیں۔

اس قسم کی چیزوں سے متعلق مغرب میں یہ کلچر ہے کہ اٹھارہ سال سے زائد عمر کا شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے کبھی بھی intubate مشین پر نہ ڈالنے گا یا مجھے اس قسم کی دواؤں پر مت رکھیے گا، چاہے کبھی بھی ضرورت پڑے۔ اس کی اس بات کو honor کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر کو اگر یہ Document Advance Directive مل جائے تو وہ اس کو follow کرتے ہیں۔

اب یہاں یہ صورتحال آتی ہے کہ ایک آدمی اس طرح کی وصیت کر چکا ہے، لیکن جس وقت وہ ہسپتال میں لایا گیا اس وقت اس کی حالت ایسی نہیں کہ اس سے بات چیت کی جائے۔ دوسری طرف اس کے متعلقین کا اصرار ہے۔ اب ڈاکٹر اس وصیت پر عمل کرے یا متعلقین کی رائے پر عمل کرے؟

جواب: وصیت کو مقدم رکھا جائے گا اس صورت میں جبکہ vent پر ڈالنا محض Artificial Support ہو۔ لیکن اگر vent سے صحت یابی کے بہت زیادہ امکانات ہوں تو متعلقین کی بات کو دینا چاہئے کیونکہ بظاہر آدمی جب اس طرح کی وصیت کرتا ہے تو اس سے اس کا مقصد بلاوجہ تکلیف سے بچنا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ محض مصنوعی کارروائی کو پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا اگر ڈاکٹر سمجھے کہ یہ کارروائی صحت یابی کا سبب بن سکتی ہے اور فیملی کی بھی یہی رائے ہو تو ایسی صورت میں vent پر ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: جناب مفتی صاحب! آپ نے فرمایا تھا کہ موہوم و مشکل علاج کو avoid کرنا چاہئے۔ لیکن عرض یہ ہے کہ Medical Trials ایسے ہی ہوتے ہیں۔ شروع میں 5% فائدہ ہوتا ہے، پھر gradually، 10% فائدہ بڑھتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی علاج سے شروع میں 5% فائدہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ایسا موہوم علاج ناجائز نہیں ہے لیکن اگر تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، side effects ہوں تو avoid کرنا بہتر ہے، ناجائز پھر بھی نہیں ہے۔ لہٰذا جہاں فائدہ بڑھنے کے امکانات ہوں تو وہاں ایسے علاج میں کوئی حرج نہیں ہے۔

Brain Death کی شرعی حیثیت:

سوال: اگر کوئی شخص Ventilator کو ذاتی طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے پاس وسائل ہیں، میں گھر میں Ventilator استعمال کروں گا۔ مجھے میرا فیملی ممبر سانس لیتا نظر آتا رہے، اس لئے میں Ventilator کو جاری رکھوں گا، چاہے اس میں بہتری کے امکانات ہوں یا نہ ہوں۔ کیا یہ عمل گناہ کے زمرے میں آتا ہے؟

جواب: نہیں! یہ گناہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ایسے موہوم طریقے واجب نہیں، سنت نہیں، لیکن ناجائز بھی نہیں، محض ناپسندیدہ ہیں، لیکن ایک آدمی اپنے رشتے دار کو سانس لیتا دیکھنا چاہتا ہے اور Ventilator پر رکھنا چاہتا ہے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

سوال: اگر Brain Death ہو چکی ہو اور وہ Irreversible ہو، تب بھی؟

جواب: یہ مسئلہ بہت تفصیلی اور پیچیدہ ہے۔ یہ کہنا کہ Brain Death سے موت ہوتی ہے یا دل کی دھڑکن کا بند ہو جانا بھی ضروری ہے، یہ ایک پیچیدہ سوال ہے، جس میں ڈاکٹر صاحبان کی رائے بھی مختلف ہے۔ ہم نے اس پر OIC کی فقہ اکیڈمی میں دو اجلاس رکھے، جس میں ڈاکٹر صاحبان بھی تھے اور فقہائے امت بھی تھے۔ ان سب کی موجودگی میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا۔ خود ڈاکٹر صاحبان کی رائے مختلف تھی۔ کوئی کہتا کہ Brain Death سے موت ہوتی ہے اور کوئی اس سے اختلاف کرتا۔

اصل میں اس مسئلہ کا تعلق Ventilator سے نہیں ہے کیونکہ موت ہوئی ہے یا نہیں، Ventilator ہٹانا بہر صورت جائز ہے۔ یہ بات تو واضح ہے۔ مسئلہ جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ موت کی تعریف سے بہت سے شرعی مسائل پیدا ہوتے ہیں، مثلاً عدت و وراثت۔ کیونکہ جس point پر موت شمار ہوتی ہے اسی وقت سے عدت شروع ہوتی ہے۔ فرض کریں کہ شوہر کا انتقال ہوا ہے تو موت کے وقت سے ہی بیوہ کی عدت شروع ہوتی ہے۔ اس صورت میں آیا عدت اس وقت سے شروع ہوگی جو Brain Death کا point ہے یا اس وقت سے جب دل بند ہوا تھا؟ اسی طرح وراثت کے مسائل میں فرق پڑ جاتا ہے۔ فرض کریں کہ جس وقت Brain Death ہوئی، اس وقت مریض کا ایک وارث زندہ تھا لیکن جب دل کی دھڑکن بند ہوئی تو وہ وارث بھی فوت ہو چکا تھا۔ اب سوال یہ ہوگا کہ وہ شخص اس مریض کا وارث شمار ہوگا یا نہیں؟

لہٰذا اس بحث کا تعلق علاج سے نہیں ہے۔ Brain Death کو چاہے اصلی موت قرار دیں یا دل کی موت کو، دونوں صورتوں کا Ventilator کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال: میرا تعلق Chest Compression سے ہے۔ میں کئی سالوں سے یہ تعلیم دے رہا ہوں کہ جب دل بند ہو جائے تو کیسے سینہ دباتا ہے۔ اس پر سب سے مستند ادارہ American Heart Association ہے۔ انہوں نے اس پر guidelines بنائی ہوئی ہیں جس کے مطابق جب کسی کا دل بند ہو جائے اور آپ نے 20 منٹ تک مکمل کوشش کر لی، Chest Compression بھی کر لیا، سانس بحال کرنے کی کوشش بھی کی ہے پھر بھی سانس بحال نہ ہو تو آپ اپنی کوششیں ختم کر سکتے ہیں۔ تاہم مسئلہ یہ پیش آتا ہے کہ جب ہم 20 منٹ کا CPR کرنے کے بعد Attendant کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب آپ مزید کوشش کریں۔ اس صورت میں ہمیں دین کی طرف سے کیا راہنمائی ملتی ہے؟

جواب: اس میں تو ڈاکٹر ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مزید کوشش فائدہ مند ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ تیمار دار کی تو خواہش ہوتی ہے کہ کوئی کوشش رہ نہ جائے۔ لیکن یہ تو ڈاکٹر ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس میں امید ہے یا نہیں۔ اگر فائدہ مند نہیں ہے تو بلاوجہ کے مارنے کا کیا فائدہ؟ لہٰذا محض رشتے داروں کے دباؤ میں یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔

قریب المرگ شخص سے ڈاکٹر کا برتاؤ:

سوال: ایک قریب المرگ شخص سے ڈاکٹر کا برتاؤ کیسا ہونا چاہئے؟

جواب: یہ بہت اہم سوال ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں اور قرآن و سنت سے بھی ہم نے یہی سیکھا ہے کہ تسلی کے دو بول بعض اوقات بہت بڑی دوا سے زیادہ کارآمد ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ صبح و شام ڈاکٹر کے سامنے مریض انتقال کرتے ہیں اور وہ دن رات اس سے گزرتے ہیں۔ میں بعض اوقات سوچتا ہوں کہ

حافظ محمد طاہر کو صدمہ

حافظ محمد طاہر ملک وال کے پُرجوش جماعتی کارکن ہیں۔ ان کے جواں سال بھائی محمد کاشف ۲۳ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے والد محترم جناب شاہ دین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملک وال ہیں۔ نمونیہ کا عارضہ ہوا، جو جان لیوا ثابت ہوا۔

ملک وال سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی انتظامیہ میں شامل رہے۔ ان کے ذمہ جو ڈیوٹی لگتی اسے رضا کارانہ طور پر سرانجام دیتے۔ ۹/جنوری ۲۰۱۹ء کو انتقال ہوا۔ ان کی نماز جنازہ بزم توحید کے مفتی جاوید اقبال صاحب نے پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد مولانا محمد قاسم سیوطی، محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قاری محمد طاہر اور شاہ دین سے تعزیت کی۔ دعا ہے کہ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

ڈاکٹر کی شاید ذاتی زندگی نہیں ہوتی، رات کو بے وقت بھی ان کو اٹھایا جاتا ہے۔ لیکن بہرحال ان کے فریضۂ منصبی کا تقاضا ہے کہ وہ ہر حال میں، خاص طور پر اس مریض سے جو رخصت ہونے والا ہے، محبت، ہمدردی اور تسلی کا معاملہ کریں۔ اس سے بھی بڑھ کر میں سمجھتا ہوں، اور عام طور پر اس میں بڑی بے احتیاطی ہوجاتی ہے، کہ جس طرح مریض سے نرمی کا معاملہ کرنا ضروری ہے، اسی طرح اس کے تیماردار بھی بڑے دکھی ہوتے ہیں۔ ان سے بھی حتی الامکان پیار، ہمدردی، نرمی سے بات کی جائے، چاہے مختصر بات ہی ہو۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ پہلے سے ٹوٹے ہوتے ہیں اور آپ نے ان کو ڈانٹ پلادی تو ان کے دکھوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ یہ ایک ڈاکٹر کے منصب کے خلاف ہے۔

میڈیکل کمیشن کی برائی:

آخر میں ایک بات عرض کرتا ہوں، یہاں ماشاءاللہ دیندار ڈاکٹر حضرات کا اجتماع ہے، شاید یہاں یہ بات کرنا مناسب بھی نہ ہو۔ لیکن چونکہ آپ حضرات قائد ہیں، دوسرے ڈاکٹر حضرات کے لئے تربیت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس لئے میں عرض کروں کہ ہمارے معاشرے میں ایک برائی پھیل گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحبان کا لیبارٹری اور دوا فروش کمپنیوں سے کمیشن کا معاہدہ ہوتا ہے اور وہ مریضوں کو مخصوص دوائی خریدنے اور مخصوص لیبارٹری سے ٹیسٹ کروانے پر اصرار کرتے ہیں جن سے انہیں کمیشن ملتا ہے۔

ابھی میرے پاس غریب ترین 20 سال کا لڑکا آیا، اس کے ہاتھ میں معمولی تکلیف تھی۔ ڈاکٹر نے ایک خاص لیبارٹری سے اسے MRI کروانے کا کہہ دیا۔ میں نے ایک اپنے دوست ڈاکٹر کو دکھایا تو انہوں نے کہا کہ MRI کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کچھ ورزش اور دوائیں بتادیں۔ نیز یہ Health Insurance کی وجہ سے بھی بسا اوقات غیر ضروری ٹیسٹ اور ادویہ لکھ دی جاتی ہیں کیونکہ کمپنی اس کے اخراجات ادا کرتی ہے تو جو چاہے لکھ دیا جاتا ہے۔

لہٰذا میری درخواست ہے کہ آپ سب اس برائی کے خلاف مہم چلائیں تاکہ یہ پیشہ جو انتہائی معزز و مکرم ہے، باعثِ اجر وثواب ہے، وہ مصنوعی تجارت نہ بن جائے۔

☆☆......☆☆

جناب عبدالرؤف روفی کی وفات

جناب عبدالرؤف روفی مانسہرہ کے مجاہدین ختم نبوت کے سرخیل اور دینی خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد محترم فاضل دارالعلوم دیوبند اور ایک بھائی عالم دین ہیں۔ مرحوم ناول وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ مرحوم کی والدہ محترمہ کا اصلاحی تعلق حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ سے رہا ہے۔ ایک مرتبہ والدہ محترمہ نے حضرت خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے علم میں ہے کہ میرے میاں اور ایک بیٹا عالم دین ہے۔ ایک بیٹا تبلیغ کے ساتھ منسلک ہے۔ عبدالرؤف فضول دنیا کی قلمی خدمت کرتا ہے۔ آپ اس کی ہدایت کی دعا فرمائیں۔ عبدالرؤف آئے تو حضرت والا نے فرمایا کہ عبدالرؤف اس سال آپ چناب نگر کے کورس میں شریک ہوں گے۔ عبدالرؤف نے کہا کہ حضرت ان شاءاللہ العزیز! ضرور شرکت کروں گا تو کورس میں شریک ہوئے اور کایا پلٹ گئی اور قلمی دنیا کی معاونت سے توبہ کرلی پہلے انہیں ٹی ڈرامہ وناول پچیس ہزار روپے ملا کرتے تھے۔ ایک لاکھ روپے معاوضہ کی پیش کش ہوئی انکار کردیا اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے شب وروز سرگرم ہوگئے۔ ان کے پاس ”ازالہ اوہام“ سمیت چند کتابیں تھیں۔ بڑے بڑے قادیانی مربی ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اتنا کام کیا کہ وہ ختم نبوت کی پہچان بن گئے۔ ہر سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی سیکورٹی کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لی۔ جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے طلبا اور اساتذہ مولانا غلام فرید، قاری عزیزالرحمن رحیمی کے ساتھ مل کر سیکورٹی کے فرائض سرانجام دیئے اور شب وروز اپنے ساتھیوں سمیت ڈیوٹی سرانجام دیتے۔ سالہا سال وہ یہ ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ اوائل جنوری کو انتقال ہوا۔ اگلے روز ان کی مانسہرہ میں مولانا عزیزالرحمن جالندھری مدظلہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں سے متجاوز حضرات نے شرکت کی اور انہیں مانسہرہ میں سپرد خاک کردیا گیا۔

مرحوم کی وفات سے تحریک ختم نبوت ایک جانباز مجاہد، بے باک رضاکار، ایک اچھے گفتگو کرنے والے ساتھی سے محروم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ عالم دین نہ ہونے کے باوجود علماء کرام کی طرح انتھک کارکن تھے۔ اللہ پاک مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

حاجی امیر صالح خانؒ کی رحلت

مولانا محمد ابراہیم اوبھی

بجھا چراغ، اٹھی بزم، اب کھل کے روئے دل
وہ چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے امیر محترم حاجی امیر صالح خان رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۵ سال کی عمر میں ۲۰ رفروری ۲۰۱۹ء بروز بدھ بوقت تہجد جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ساقیٔ کوثر کے ہاتھوں جام کوثر نصیب فرمائے۔ آمین۔

ناموس رسالت کی پاسبانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر موجودہ دور تک بلکہ قیامت تک امت محمدیہ کے خوش نصیب افراد کرتے رہیں گے اسی مقدس قافلے کے سالاروں میں سے ایک حاجی امیر صالح خانؒ بھی تھے عہد شباب سے لیکر آپ نے اپنے آپ کو اس مقدس مشن کیلئے وقف کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس دور میں جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نہ صرف ساتھ دیا بلکہ اپنے ضلع میں پروان چڑھایا جب ہر طرف مخالفت کا ماحول تھا اور قادیانیت کا طوطی بول رہا تھا۔

آپؒ نے اپنے علاقے میں ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے لئے بنوں، لکی مروت کے علماء کرام اور عمائدین علاقہ کو جمع کیا اور پہلا اجلاس تحریک ختم نبوت کا آپ ہی کی صدارت میں جامع مسجد مجیدی نورنگ میں ہوا اور کامیاب تحریک چلی۔ قادیانیوں اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم الحمدللہ کامیاب رہی۔ اس کے بعد جتنی تحاریک وطن عزیز میں ناموس رسالت کے لئے چلائی گئیں ضلع لکی مروت میں آپ نے ان سب میں بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا ان تحاریک کے نتیجے میں آپ کو متعدد بار قید وبند کی صعوبتوں سے بھی گزرنا پڑا لیکن آپ کے پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی اور تمام حالات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔

جب ضلع لکی مروت میں مجلس کی باقاعدہ تنظیم سازی ہوئی تو علماء کرام ومشائخ عظام نے متفقہ طور پر آپ ہی کا نام امارت کے لئے پیش کیا اور آپ ضلع لکی مروت کے امیر مقرر ہوئے، آپ ہی کی امارت میں سرائے نورنگ میں ۳۶ قادیانیوں نے ۱۲رفروری ۲۰۱۲ء کو مرزا لعین پر تین حرف بھیج کر اسلام قبول کرلیا اور آپ ہی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ضلع لکی مروت میں ۱۹۷۴ء سے لے کر ۲۰۱۹ء تک تقریباً ۴۵ سال تاحیات امیر کے عہدے پر خدمات سرانجام دیتے رہے مجلس کو اللہ تعالیٰ نے ترقی دی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے علاوہ اگست میں اسکول کالج اور دینی مدارس کے طلبا کے درمیان ختم نبوت انعام گھر مقابلہ اور ستمبر میں یوم ختم نبوت کے طور پر ضلع بھر میں ریلیاں اور پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں امیر محترم باقاعدگی سے ہر سال لازی چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کرتے تھے اور مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں بحیثیت رکن شریک ہوتے تھے۔

آپؒ کا سیاسی تعلق جمعیت علماء اسلام کے ساتھ تھا مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، بابائے جمعیت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور ولیٔ کامل خواجہ خوجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ساتھ تو عشق کا تعلق تھا۔ آپ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے دست راست تھے، حضرت مفتی صاحبؒ کے بعد آپ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے شانہ بشانہ کھڑے تھے، اسی وجہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علاوہ جمعیت علماء اسلام کے قائدین اور کارکن آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ضلع لکی مروت میں آپ کو جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانیوں میں شمار کرتے تھے۔

چند سالوں سے بیماری اور ضعف کی وجہ سے زیادہ وقت گھر پر گزارتے تھے لیکن ختم نبوت کانفرنس میں باوجود ضعف وتکلیف کے شرکت کرتے تھے۔ ۶رجنوری ۲۰۱۹ء کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں بھی شرکت کی یہ آپ کی آخری کانفرنس تھی اور اپنے لگائے گئے گلشن میں ہزاروں کی تعداد میں عاشقان ختم نبوت کو دیکھ کر بہت زیادہ مسرور ہوئے۔ بقول شاعر:

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستان میں
ہمیں بھی یاد کرلینا چمن میں جب بہار آئے

۲۰رفروری ۲۰۱۹ء کو آپ دار جہاں سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے امیر محترم کی جدائی پر

ہر آنکھ اشکبار تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں سمیت علماء کرام اور اہل علاقہ زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ ہم آج یتیم ہوگئے غم کے اس ماحول میں آسمان نے بھی خوب آنسو برسائے شدید بارش کے باوجود کثیر تعداد میں علماء کرام دینی مدارس کے طلباء اور اہل علاقہ نے نماز جنازہ میں شرکت کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی مبلغ حضرت مولانا عابد کمال نے پڑھائی، اگلے روز خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین پیر مکرم حضرت اقدس خواجہ خلیل احمد صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب سمیت ضلع بنوں، ضلع کرک و دیگر علاقوں کی سیاسی و مذہبی شخصیات نے تعزیت کی۔ صوبائی امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم صاحب، ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، ناظم دفتر مولانا ماسٹر عمر خان، ناظم اطلاعات صاحبزادہ امین اللہ جان سے بھی تعزیت کی اور مشاورت کے بعد استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالغفار کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کا قائم مقام امیر مقرر کیا۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ بھی تعزیت کے لئے نورنگ تشریف لے آئے۔ قائد جمعیت نے امیر محترم کی دینی، سیاسی، مذہبی اور سماجی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حاجی امیر صالح خانؒ ایک عظیم انسان تھے آپ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے دست راست اور جاں نثار ساتھی تھے ہم غم کی اس گھڑی میں ورثاء کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حاجی صاحب کے لگائے گئے گلشن ختم نبوت و جمعیت کو شاد و آباد رکھیں اور ہمیں بھی دین اسلام کے نفاذ و عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

☆☆..................☆☆

ختم نبوت کانفرنس، لکی مروت

لکی مروت.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل پی کے ۹۲ کے زیر اہتمام جامعہ عربیہ صدیقیہ منورہ میں پہلی ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ہوئی، جس کی صدارت پیر طریقت سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم نے کی، جبکہ پیر طریقت حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب، صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال صاحب، مرکزی راہنما مفتی رضوان عزیز صاحب، لکی مروت کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم صاحب، ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ صاحب، رکن قومی اسمبلی شیخ الحدیث مولانا محمد انور صاحب، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، حلقہ پی کے ۹۲ مولانا مطیع اللہ صاحب، مولانا ظفران صاحب، مولانا صدر عبدالوحید صاحب، مفتی عبدالغنی شاہ صاحب، مولانا محمد طیب طوفانی، مولانا ماسٹر عمر خان، صاحبزادہ امین، مولانا محمد رضا اور مولانا حبیب الرحمٰن سمیت بڑی تعداد میں عاشقان ختم نبوت موجود تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے اپنے خطاب میں حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وزیر اعظم عمران خان نے جذبۂ خیر سگالی کے تحت جو کرتار پور راہداری بحال کی تھی اسے فوری طور پر بند کر دیا جائے۔ مزید کہا کہ حکومت مدینہ کی ریاست کا دعویٰ کر رہی ہے تاہم انہیں معلوم نہیں کہ ریاست مدینہ میں پہلا قدم ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اٹھایا گیا تھا، پاکستان کی نام نہاد مدنی ریاست میں ختم نبوت کو شدید خطرات لاحق ہے، جس کی واضح مثال آسیہ مسیح ہے کہ حکومت اور عدالت نے اسے باعزت بری کر دیا۔ اگر واقعی حکومت چاہتی ہے کہ پاکستان میں ریاست مدینہ کا نظام آئے تو سب سے پہلے حکومت کو ختم نبوت کا دفاع کرنا ہوگا اور اس قانون میں ترامیم کے لئے جو قوتیں سرگرم عمل ہے، ان کی سرکوبی کے لئے اقدامات کرنا ہوں گے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے، کیونکہ دراصل یہی طبقہ پاکستان میں افراتفری کی جڑ ہے واضح رہے کہ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے امیر حاجی امیر صالح خان کی وفات پر دعائے مغفرت کی گئی اور ختم نبوت کے لئے اُن کی خدمات کو سراہا گیا اور خراج عقیدت بھی پیش کیا اور اس موقع پر مولانا مفتی عبدالغفار صاحب کو لکی مروت کے لئے قائم مقام امیر مقرر کر دیا گیا۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۴

بقاء نبوت کی بحث، مرزائیوں کا صرف ساحرانہ فعل ہے:

اوراگر حقیقت پر نظر کی جائے تو یہ بحث کہ نبوت ختم ہے یا قیامت تک باقی ہے یا اور تو ختم تھی لیکن ایک مرزا کی اینٹ باقی تھی۔ یہ تمام بحث لغو و دوراز کار اور بے کار محض ہے۔ یہ بحث تو تب مفید ہوسکتی کہ جیسے مرزا قادیانی، آنحضرت ﷺ کی شدت متابعت سے نبی بنا ہوتا اور بھی ہزاروں عاشقان محمدی نبی ہوتے۔ صحابہ کرام میں سینکڑوں نبی ہوئے ہوتے۔ حضرت خواجہ اجمیری ؒ یا حضرت سید عبدالقادر جیلانی ؒ، حضرت مجدد الف ثانی ؒ نیز ائمہ دین سے لاتعداد پیغمبر ہوئے ہوتے۔ صرف ایک مرزا غلام احمد کی ذات کے لئے بحث کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نئے نبی آسکتے ہیں یا نہیں۔ تمام آیات واحادیث کی چھان بین کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ خود مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں میرے سوا کوئی نبی نہیں بنا۔ یہ بحث تو مرزائی لوگ مسلمانوں کو الجھانے اور علمی مباحثات کی دلدل میں پھنسانے کے لئے کرتے ہیں اور بہت سے ناسمجھ مسلمان اس جادو کے شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت خود مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت اور اجرائے نبوت کی بحثوں میں اپنی کامیابی نہیں سمجھی بلکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی متواتر روایات کی آڑ لی ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ کر کے اس نے آخری پناہ گاہ بس صرف نزول مسیح کی احادیث کو قرار دیا ہے۔ یہی مرزائیوں کا آخری بیہودیانہ قلعہ ہے۔ پس اگر مرزا قادیانی کو مسیح ہی بننا ہے اور وہ بھی نزول مسیح کی احادیث کا مصداق بن کر تو اس کے لئے وہ تمام بحثیں کہ نبوت ختم ہے یا باقی ہے۔ خاتم کا کیا معنی ہے اور النّبیین سے کیا مراد ہے۔ ظلی نبی، بروزی نبی، مستقل نبی تشریعی نبی، عکسی نبی، فنا فی الرسول نبی، تابعی نبی۔ یہ سب بحثیں طول لاطائل ہو کر رہ جاتی ہیں۔ بحث تو صرف یہ رہ جاتی ہے کہ مرزا قادیانی واقعی آنے والا مسیح ہے یا یہ خود ساختہ مسیح ہے جیسے پہلے خود ساختہ مجدد بنا۔ پھر مثیل مسیح بن کر خود ساختہ پیغمبر بنا۔

مرزا قادیانی کا اصلی دعویٰ:

دراصل مرزا قادیانی کے اصلی دعویٰ کی تفتیش میں جو مرزائیوں کو مشکل پڑی ہوئی ہے اور اسی لئے مرزا قادیانی کے مرنے کے جلد ہی اس کے مریدوں کو اس کے دعویٰ کے سلسلہ میں خلجان ہوا اور بالآخر دو گروہ ہوگئے۔ ایک نے اس کو نبی قرار دیا۔ دوسرے نے مجدد اور یہ دونوں مسیح کے دعویٰ میں آکر مل جاتے ہیں۔ یہاں سے دونوں کا کفر اکٹھا ہو کر گنگا جمنا کی طرح بہتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعویٰ کو جان بوجھ کر گورکھ دھندا بنایا ہوا ہے۔ پہلے اس نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ لیکن مسلمانوں میں ناسمجھ افراد کی کثرت کو دیکھ کر اس کو اس مقام پر قناعت کرنے میں کوئی زیادہ کامیابی نہیں نظر آئی۔ کیونکہ اس سے براہ راست ماننے والوں کا کوئی خاص گروہ نہیں بن سکتا تھا۔ اس نے آہستہ سے الہام ووحی کا اور ساتھ ہی مثیل کا دعویٰ کیا۔ جس سے ازالہ الاوہام تک کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اگرچہ اس کو اصل مسیح کے انکار اور مشہور ومسلمہ عقیدہ حیات مسیح کی تردید میں بڑی محنت کرنی پڑی اور اسی کے ذیل میں معراج جسمانی سے بھی انکار کیا اور چونکہ ذات والا میں تو مسیحانہ معجزات کی قابلیت نہ تھی۔ اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کا بھی نہایت ہی کافرانہ طرز پر مذاق اڑایا اور ان کو صرف مسمریزم قرار دیا۔ جیسا کہ ازالہ اوہام میں تصریح ہے اور اپنے استعمال شراب کی وجہ سے کشتی نوح میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی شرابی قرار دیا اور چونکہ خود ''بھانو'' وغیرہ عورتوں سے مٹھیاں بھرواتے اور خدمتیں لیا کرتے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام پر یہ الزام لگایا کہ وہ نامحرم اور فاحشہ عورتوں سے تعلق رکھتے تھے اور ان سے عطر ملواتے تھے۔ بہرحال مسیح بننے کے لئے مماثلت کی پوری کوشش کی۔ لیکن چونکہ روح اللہ بننا کافی مشکل تھا۔ اس لئے نبوت کی سلسلہ جنبانی بھی جاری رکھی۔ قوم کو ظلی، بروزی، عکسی، مجازی، تابعی، غیر تشریعی اور امتی نبی کی لاطائل

بحثوں میں الجھائے رکھا اور جب یہاں بھی دال گلتی نظر نہ آئی تو ایک نیا دام بچھایا۔

آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں:

آنحضرت ﷺ کی دو بعثتوں کا مسئلہ ایجاد کیا۔ بعثت اولیٰ میں آپ کا نام محمد تھا۔ بعثت ثانیہ میں احمد (غلام احمد) بعثت اولیٰ میں آپ ہلال تھے اور بعثت ثانیہ میں بدر کامل، بعثت اولیٰ اسم محمد کے جلالی ظہور کا زمانہ تھا اور بعثت ثانیہ اسم احمد کے جمالی ظہور کا زمانہ اور اسی لئے اس دور میں جہاد کی منسوخی بھی ضروری سمجھی۔ اس طرح مرزا قادیانی نے اپنے کو بعینہٖ آنحضرت ﷺ قرار دیا اور اعلان کیا کہ میرا کسی نئی نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ میری نبوت وہی محمدی نبوت ہے اور محمد کی نبوت محمد ہی کو ملی نہ کسی اور کو۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے کھلم کھلا آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں قرار دے اپنے کو دوسری بعثت کا مصداق قرار دیا تو کیوں مرزائیوں کو یہ کہنے کا حق نہ ہو کہ: ’’محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں...... اور آگے سے بڑھ کر اپنی شان میں۔‘‘ (اخبار البدر قادیان ج۲ نمبر ۴۳ ص ۱۴، مورخہ ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۰۶ء) جب یہ مرزا وہی محمد ہیں جو تیرہ سو سال پہلے ہلال کی شکل میں تھے تو اب بدر کامل ہونے کی وجہ سے یقیناً پہلی حالت سے بدرجہ کمال پہنچے ہوئے ہیں۔ اس طرح دجالانہ انداز سے اسلام میں دو بعثتوں کا نیا مسئلہ ایجاد کر کے سردار دو جہاں ﷺ کے مسند پر خود قبضہ کرنے کی منحوس سعی کی۔ لیکن جب اندازہ لگایا کہ عامۃ المسلمین انگریزوں کے ایک خاندانی اور پشتینی وفادار حرمتہ جہاد کے قائل انگریزوں کو بیس بیس صفحوں کے خوشامدانہ خطوط لکھنے والے مختاری فیل، مخرب اسلام کو یہ درجہ دینے کو تیار نہیں ہیں تو بالآخر دوبارہ نزول مسیح کی روایات کی آڑ لے کر مستقل طور پر مسیح موعود بننے کا فیصلہ کیا۔ پھر بھی مرنے تک عین محمد بن کر محمد کی نبوت پر قبضہ کرنے کا خیال ترک نہیں کیا۔ جیسا کہ ایک غلطی کا ازالہ میں درج ہے تا کہ جس شخص کی سمجھ میں جو بات آجائے اسی راہ سے حلقہ مریدین میں داخل ہو جائے۔ اگر کوئی مسیح سمجھ کر آتا ہے، آئے۔ کوئی نبی اور عین محمد سمجھ کر آئے بلکہ اس نے اور بھی پوری طرح نظر دوڑائی کہ اگر کسی اور آنے والی کی کوئی پیش گوئی ہو تو اس کو بھی اپنے اوپر چسپاں کروں۔ چنانچہ اچانک اس کو ایک حدیث مل گئی کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہو تو بھی اس کو اہل فارس کا ایک آدمی حاصل کرے گا۔ عالم امت نے اس کا مصداق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کو سمجھا۔ بہرحال کوئی بھی اس کا مصداق ہو۔ لیکن مرزا نے اس کو بھی اپنے اوپر چسپاں کر دیا کہ رجل فارسی میں ہی ہوں۔

مرزا قادیانی کا پیش گوئیوں کا مصداق بننے کا شوق جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو رجل فارس بننے کے شوق میں اپنی مشہور قومیت اور ذات مغل بدلنی پڑی۔ اس کو کہنا پڑا کہ اگرچہ مشہور اور متواتر ثبوت کے لحاظ سے تو ہماری قومیت مغل ہے۔ لیکن الہام مجھے ایرانی النسل ثابت کرتا ہے۔ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کی مذہبی صلاحیت اور علماء اسلام کی باطل شکن مساعی کے مقابلہ میں اپنے مشن کو کمزور پا کر ہندوؤں اور سکھوں کی طرف بھی رخ کیا۔ کرشن بنے۔ جے سنگھ بہادر بنے۔ گرونانک کو مسلمان ثابت کیا۔ اگر سکھ قوم ہی اس کو اپنا جے سنگھ مان لیتی مرزا قادیانی کے لئے بس تھا۔ مگر افسوس کہ نہ انہوں نے جے سنگھ تسلیم کیا نہ ہندوؤں نے کرشن اوتار مانا۔ نہ مسلمانوں نے مسیح اور پیغمبر۔ نہ کسی نے ایرانی النسل ہونے کا اقرار کیا۔ وہی مرزا غلام احمد قادیانی مغل کا مغل اور کافر کا کافر رہ گیا۔

بہرحال چونکہ مرزا قادیانی کو اپنے دلائل کا بودا پن خود معلوم تھا۔ اس لئے وہ کسی ایک مقام پر ڈٹ کر قائم نہیں رہ سکا اور اس نے نبوت، مجدد اور مسیح کی تینوں بحثوں کو کسی نہ کسی رنگ میں مرنے تک کھینچا اور اپنے دعویٰ کو گورکھ دھندا بنایا۔ تاہم اس نے آخر کار پورا زور آنے والے مسیح بننے پر صرف کر دیا ہے۔ اس طرح سے اس کو خاصی آسانی نظر آئی۔ کیونکہ پرانے عقیدہ کی برائی اور بطلان کو وہ مغرب زدہ نئی روشنی والوں کے سامنے آسانی سے بیان کر سکتا تھا اور اس طرح اس کو سرکاری امداد کے سوا انگریزی پڑھے لکھے آدمیوں کی ایک تعداد ہاتھ آ گئی جو پہلے سے ہی اپنی عقل کے مقابلہ میں نقل کو کوئی حیثیت نہ دیتے تھے۔

(جاری ہے)

اظہار تعزیت

کراچی...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مخلص اور دیرینہ کارکن جمال احمد چٹھہ کے چھوٹے بھائی ظہیر احمد چٹھہ ۴؍ مارچ ۲۰۱۹ء کو چالیس سال کی عمر میں رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجلس کراچی کے راہنماؤں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد قاسم، مولانا عبدالحی مطمئن، سید انوار الحسن، محمد انور رانا و دیگر کارکنان ختم نبوت نے بھائی جمال احمد سے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

قسط:۹

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

آدمی یا گرگٹ:

مرزا لکھتا ہے:

"میرے بزرگ چینی سرحدوں سے پنجاب میں پہنچے۔" (مطلب یہ کہ میں چینی نسل کا ہوں)

پھر لکھتا ہے: "میں فارسی ہوں۔"

"میں قوم کا برلاس مغل ہوں۔"

"میں اگرچہ علوی تو نہیں مگر بنی فاطمہ سے ہوں۔"

"میری بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔"

ملاحظہ فرمایا آپ نے، مرزا چینی نسل کا بھی تھا، مغل برلاس قوم کا بھی تھا، علوی تو نہیں تھا بنی فاطمہ سے بھی تھا اور مرزا کی بعض دادیاں سادات سے تھیں۔

اس سے بھی بڑھ کر پُر لطف بات مرزا نے یہ لکھی ہے: "میں بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہوں۔"

لیجئے اب مرزا انسان سے معجون بن گیا، ابھی کیا ہے آگے آگے دیکھئے لکھتا ہے کیا:

"میں حسنین سے بہتر ہوں۔" (استغفر اللہ!)

"میں ہی مسیح موعود ہوں۔"

"مجھے مسیح اور مہدی بنایا گیا۔"

نوٹ: احادیث کی روشنی میں عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ الرضوان دو الگ الگ شخصیات ہیں، لیکن مرزا نے ان دونوں شخصیات کو بھی اپنے میں جمع کرلیا، آگے چلئے، لکھتا ہے:

"میں پہلے مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔" (معاذ اللہ!)

"خدا نے پہلے میرا نام مریم رکھا، پھر عیسیٰ رکھا۔"

ملاحظہ فرمایا آپ نے، مرزا پہلے مریم تھا، یعنی عورت، پھر عورت سے مرد بنا۔

"خدا نے میرا نام بیت اللہ رکھا۔"

لیجئے! اب مرزا انسان سے اللہ کا گھر بن گیا۔

"میں حجر اسود ہوں۔"

پہلے بیت اللہ بنا پھر حجر اسود بھی بن گیا، مطلب یہ کہ کچھ بننے سے رہ نہ جائے، لیکن اس کی یا مرزائیوں کی کسی کتاب میں یہ بات پڑھنے میں نہیں آئی کہ لوگ مرزا کو حجر اسود سمجھ کر بوسہ دیتے تھے؟ ہمارا خیال ہے یہاں مرزا اور مرزائیوں سے چوک ہوگئی۔ قادیانیوں کو چاہئے تھا کہ روزانہ قادیان کی مسجد کے کسی کونے میں بیٹھ کر مرزا کو بوسہ دیا کرتے، ایک جگہ لکھتا ہے:

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

اب معلوم نہیں، یہاں مرزا کی سچے خدا سے کیا مراد ہے، مرزا نے اپنے کچھ نام بھی بتائے ہیں، وہ بھی سن لیں، کیا کیا ہیں:

"میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں سلیمان ہوں، میں یحییٰ ہوں، میں ظلِ محمد اور احمد ہوں۔"

آگے چل کر لکھتا ہے:

"یہ تمام نام میرے رکھے گئے۔" گویا تمام انبیاء اس امت میں دوبارہ پیدا ہوگئے، اب ذرا ذہن میں لائیں اس کا یہ دعویٰ: میں معجون مرکب ہوں، جب اتنے سب نبی اور رسول ایک شخص میں جمع ہوجائیں گے تو وہ معجون مرکب نہیں بنے گا تو اور کیا بنے گا۔ مرزا نے اس پر بس نہیں کی، یعنی تمام انبیاء کے نام اپنے اوپر فٹ کرنے کے بعد بھی اس کا اطمینان نہیں ہوا، آگے چل کر اس نے لکھا:

میں فرشتہ ہوں، میں میکائیل ہوں، میں خدا کی شکل ہوں (یعنی پہلے صرف مثیل مسیح بنا تھا، اب خدا کی شکل بھی بن گیا) میں خدا کا مظہر ہوں، میں خدا کا بیٹا ہوں (یہ اس لئے کہا کہ عیسائی بھی مرزا سے محروم نہ

رہیں) میں خدا کا باپ ہوں، میں خدا کی بیوی ہوں، سورۂ اخلاص میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا، مرزا نے سب کا کھلا انکار کردیا ہے، مزید کہا: مجھے زندہ کرنے اور مارنے کی صفت دی گئی ہے۔''

نوٹ: اگر مرزا میں یہ صفت ہوتی تو محمدی بیگم کے خاوند کو تو وہ ہرگز مارے بغیر نہ چھوڑتا، اسی طرح عیسائی مناظر عبداللہ آتھم اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو کیسے زندہ چھوڑ سکتا تھا جبکہ انہیں موت کا چیلنج دے چکا تھا۔

ایک جگہ پر لکھتا ہے:

''میں خدا کا جانشین ہوں، میں خالق ہوں، میں خدا ہوں، میں رودر گوپال ہوں (ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے) رودر گوپال کو ذور گوپال بھی کہتے ہیں، اس کا نام بھی مجھے دیا گیا۔''

''میں کرشن ہوں۔''

''میں آریوں کا بادشاہ ہوں۔''

''امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں۔'' (یہاں سکھوں کو خوش کیا گیا)۔

''میں کرمِ خاکی ہوں۔'' (خاک کا کیڑا ہوں)۔

غرض مرزا نے اپنے ننانوے کے قریب نام گنوائے ہیں، وہ محض صفاتی نام نہیں مختلف اشخاص ہیں۔ مرزائیوں سے ہمارا سوال یہ تھا کہ اب مرزائی بتائیں، مرزا کیا تھا، کون تھا، کیا نہیں تھا اور کون نہیں تھا۔

مرزا کو عجیب وغریب الہامات بھی ہوتے تھے اور کشف بھی ہوتا تھا۔ مطلب یہ کہ مرزا کا دعویٰ تھا، مجھے الہامات ہوتے ہیں اور کشف بھی، چنانچہ اس کا ایک الہام بھی لگے ہاتھوں سن لیں، لکھتا ہے:

''میں نے ایک مرتبہ خدا کو دیکھا، میں نے جن باتوں کا ارادہ کیا تھا، ان کے لئے ایک کاغذ اللہ تعالیٰ کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کردیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کردیئے اور قلم کی نوک پر جو زائد سرخی تھی، اس کو جھاڑا (یعنی اللہ تعالیٰ نے قلم پر لگی سیاہی کو جھاڑا) اور اچانک جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور میرے ایک ساتھی عبداللہ کے کپڑوں پر گرے اور چونکہ کشف کی حالت میں انسان قریباً بیدار بھی ہوتا ہے، اس لئے ان قطروں کے گرنے کی اطلاع ہوگئی، میں نے ان قطرات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا، یہاں تک کہ عبداللہ نے بھی وہ قطرات اپنے کپڑوں پر دیکھے، کوئی ایسی چیز ہمارے پاس نہیں تھی کہ ہم خیال کرتے کہ یہ سرخی اس چیز سے گری ہے، یہ تو وہی سرخی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑا تھا، وہ کپڑے اب تک محفوظ ہیں اور قطرات دیکھے جاسکتے ہیں۔''

آپ نے ملاحظہ فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مرزا کے لئے دستخط بھی کئے، قلم کو بھی جھاڑا۔ قرآن کے مطابق اللہ کو دیکھا نہیں جاسکتا وہ جو کرنا چاہتا ہے صرف ''کن'' (ہوجا) فرماتا ہے تو وہ ہوجاتا ہے۔ اس کشف میں مرزا نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے سرخ سیاہی سے دستخط فرمائے اور قلم بھی جھاڑا۔ اس کا قلم اتنا چھوٹا سا تھا جس کے قطرے مرزا جی کے کپڑوں پر پڑے اور قطروں کی صورت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ مرزائی سراغ تو لگائیں یہ بہروپیا کون تھا؟ جو مرزا کا خدا بنا ہوا تھا۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو ایسے شخص کو نبی مان بیٹھے، مرزائیوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ کپڑوں کے دو جوڑوں پر سرخ رنگ کی روشنائی کے قطرے چھڑک کر رکھ دینا کیا مشکل کام تھا۔ (جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، سکھر

سکھر (محمد مبشر حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام ۲؍مارچ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس زیر صدارت قاری جمیل احمد بندھانی، زیر انتظام مولانا محمد حسین ناصر، زیر نگرانی مولانا عبداللطیف اشرفی منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں مولانا تجمل حسین، مولانا ظفر اللہ سندھی، مفتی محمد سہیل سندھی، مولانا مسعود احمد سومرو، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی پیر شریف، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ نعت سیّد عزیز الرحمن شاہ صدر بزم حسان پاکستان نے پیش کی۔ علماء کرام نے اپنے بیانات میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسلمانوں کی قربانیاں اور مسلمان کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور جذبہ کا ذکر کیا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے آخری خطاب میں اکابرین کی سوسالہ تاریخ محاذ ختم نبوت پر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے اکابرین کی تحفظ ختم نبوت کے لئے گراں قدر خدمات کو تفصیل سے بیان کیا۔ رات دو بجے قاری جمیل احمد بندھانی نے اختتامی دعا کرائی۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے میں مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر، محمد مبشر حسین، مولانا سہیل احمد سندھی اور حافظ محمد اویس نے بھرپور محنت کی۔ اللہ پاک ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

تحفظ ختم نبوت اجتماع شامنصور صوابی

ادارہ

تحفظ ختم نبوت کے لئے جو سلسلے اور تنظیمیں کام کررہی ہیں، ان میں سے ایک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے، جس کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے، پاکستان کے کونے کونے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں سے اللہ تعالیٰ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خدمت لے رہے ہیں۔ علاقائی، ضلعی اور صوبے ومرکز کی سطح تک اس تنظیم میں اللہ تعالیٰ مختلف شخصیات سے خدمات لے رہے ہیں، ان حضرات میں ایک شیخ طریقت مولانا اعزاز الحق ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے روحانی میدان میں خدمات کے ساتھ ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بڑی خدمات لی ہیں۔

ختم نبوت ضلع صوابی کی زیرسرپرستی ہرسال ضلع صوابی کے علمی اور تاریخی قصبہ شامنصور میں ختم نبوت اجتماع کا انعقاد کی جاتا ہے۔ امسال بھی ۲۳، ۲۴ فروری ۲۰۱۹ء کو ختم نبوت کا یہ اجتماع منعقد ہوا جس کے لئے تقریباً ۶۲ کنال زمین اس اجتماع کے لئے مختص کی گئی۔ اس اجتماع کا انتظام دیکھ کر دل سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے کارکنوں کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں، جنہوں نے دن رات ایک کرکے اس قسم کے روحانی اجتماع کا منظم انداز میں اہتمام کیا، ان خدمات کے لئے ۳۸ شعبہ جات بنائے گئے تھے، جن میں ڈسپنسری، ایمبولینس، لقطہ، بک اسٹال، شکایات سیل، خوراک، صفائی، لاؤڈ اسپیکر، واٹر، پہرہ وغیرہ اہم امور شامل ہیں۔ اجتماع میں شرکت کرنے والوں کے لئے تین کینٹین کا بندوبست کیا گیا، اس حوالے سے ضلع صوابی کے مدارس اور دیگر عصری تعلیمی ادارے قابل ستائش ہیں جن کے طلبا اور اساتذہ کرام نے اس اجتماع کے انعقاد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے شانہ بشانہ کھڑے ہوکر مختلف شعبہ جات میں خدمات سرانجام دیں۔

اجتماع ۲۳ فروری بروز ہفتہ دو بجے شروع ہوا، نماز ظہر کے بعد ختم خواجگان شیخ طریقت مولانا اعزاز الحق مدظلہ نے کیا۔ مفتی غنی الرحمن اور مولانا مختیار علی نے اسٹیج سیکریٹری کی خدمات سرانجام دیں۔ قاری سید حسین علی الترمذی کی مسحور کن تلاوت سے اس بابرکت محفل کا افتتاح ہوا۔ ہدیہ نعت رسول مقبول حافظ شاہ حامد نے پیش کیا۔ اس کے بعد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوابی مولانا اعزاز الحق مدظلہ نے مجلس کے اغراض ومقاصد بیان کرتے ہوئے افتتاحی کلمات پیش کئے، پہلے بیان کے لئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مدعو کیا گیا، انہوں نے اپنی تقریر میں قادیانی عقائد کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کا علمی وتنقیدی جائزہ پیش کیا۔ اس کے بعد حافظ محمد شریف منچن آبادی نے نعت خوانی کی، اس سیشن کے آخر میں عصر کی نماز ادا کی گئی۔

نماز عصر کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کے امیر قاری اکرام الحق صاحب نے عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ پر سیر حاصل بیان کیا۔ آپ کی تقریر کے بعد مغرب کی نماز ادا کی گئی، نماز مغرب کے بعد مولانا حسین احمد ناظم وفاق المدارس العربیہ خیبرپختونخوا نے ”عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں دینی مدارس کے کردار“ پر مدلل گفتگو کی۔ جس میں انہوں نے یہ بات واضح کی کہ لوگوں میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کرنا دینی مدارس کی ذمہ داری بنتی ہے۔

اس کے بعد مولانا قاضی ارشد الحسینی کو مدعو کیا گیا، انہوں نے اپنی تقریر میں ”عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں علماء دیوبند کا کردار“ واضح کیا اور اس سلسلے میں علماء دیوبند کی خدمات کو سراہا۔

اجتماع میں لوگوں میں جذبہ عقیدۂ ختم نبوت پیدا کرنے کے لئے مختلف مواقع پر نعت خوانی کا اہتمام کیا گیا تھا، چنانچہ اس کے بعد کلیم اللہ حسانی نے بہترین انداز میں نعت خوانی کی۔ اس اجتماع کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین بھی تشریف لائے تھے۔ اس کے بعد رحیم یار خان کے مرکزی مبلغ مفتی محمد راشد مدنی کو مدعو کیا گیا، انہوں نے عقیدۂ حیات عیسیٰ پر قادیانیوں کے اعتراضات کا تجزیہ کرتے ہوئے دلائل سے

اس کی تنقید کی۔ راج محمد ہمدرد کی نعت خوانی کے بعد مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخوا اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے اور عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت، قادیانیت کے تاریخی پس منظر اور علماء کرام کی خدمات کے ساتھ ساتھ عصر حاضر میں توہین رسالت کے مرتکبین کے لئے عدالتی فیصلوں پر تفصیلی بات کی اور آخر میں مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی رقت آمیز دعا سے یہ سیشن اختتام کو پہنچا۔

۲۴رفروری کو صبح نماز فجر کے بعد شیخ الادب مولانا روح الامین مدظلہ نے درس قرآن دیا۔ وقفہ برائے ناشتہ کے بعد پیر حزب اللہ جان آف چارسدہ نے دفاع ناموس رسالت پر سیر حاصل بحث کی۔ اس کے بعد ضلع صوابی کے بزرگ عالم دین، دارالعلوم قاسم العلوم گندف کے مہتمم مولانا عبدالہادی اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے اور ۱۹۷۴ء میں ضلع صوابی میں قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں سے پردہ ہٹایا اور اس تاریخ سے صوابی کے جوانوں کو خبردار کیا، ساتھ ہی اس فتنے کی سرکوبی کے لئے علماء صوابی کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ ان کے بعد مولانا محمد اکرم طوفانی نے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے قادیانیت کے شکوک وشبہات کا مسکت جواب دیا۔ شیخ الحدیث مولانا انوارالحق مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک نے توہین رسالت کے مسئلہ پر تقریر کی اور اس موقع پر شہید ناموس رسالت مولانا سمیع الحقؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، اس کے بعد علاقائی علماء کرام میں شیخ التفسیر مولانا نورالہادی شاہ منصوری اور فضل علی حقانی سابق وزیر تعلیم کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا یوسف شاہ ہارون حضرو نے عقیدۂ ختم نبوت اور علماء دیوبند کی قربانیوں کو تفصیلی تذکرہ کیا، اس سیشن میں بھی حسب سابق مختلف نعت خوانوں نے ہدیہ رسول مقبول پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے امیر مولانا اعزازالحق مدظلہ کی رقت آمیز دعا سے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اجتماع کے بہترین انتظام واہتمام پر ہر شخص کے منہ سے مولانا اعزازالحق اور ان کی ٹیم مفتی نصیر محمد، مولانا محمد ابراہیم ادہمی، مفتی غنی الرحمٰن، مفتی فضل علی شاہ، حاجی عبدالسلام، مولانا خیرالامین، مولانا صابر شاہ، مولانا فیضان الحق اور مولانا مختیار علی کے علاوہ سینکڑوں معاونین اور خدمت گاروں کے لئے دل سے دعا نکلی، اللہ تعالیٰ اہل صوابی کی تحفظ ختم نبوت کے لئے ان بدنی اور مالی خدمات کو قبول فرما کر مزید خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (شعبہ نشرواشاعت صوابی)

حضرت امیر شریعتؒ کی وصیت

تحفظ ختم نبوت کے تمام مبلغین کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکان کی بیٹھک میں بلا کر حسب ذیل وصیت فرمائی:

☆...... ’’عزیزو! اسلام کی تبلیغ کانٹوں کا تاج پہننے کے مترادف ہے۔ جدھر منہ کروگے، مخالف ہی مخالف نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ ایسے ایسے مقامات سے گزر ہوگا اور مخالفت ہوگی جہاں تمہارا گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اگر تم اپنے عزم پر پکے اور پختہ رہے تو کامیاب ہوجاؤ گے۔

☆...... وعظ کرنے کے لئے جانے سے پہلے داعی سے کرایہ کبھی وصول نہ کرنا، اگر ایسا کروگے تو منہ کھائے گا، آنکھ شرمائے گی، حق بیان نہ ہوگا۔

آمدورفت کا کرایہ گھر سے لے کر چلنا۔ تقریر و بیان کے بعد اگر داعی کچھ خدمت کرے تو اس کے سامنے شمار نہ کرنا اور اگر کچھ بھی نہ دے تو اپنی زبان سے طلب بھی نہ کرنا، بلکہ چپکے سے ہنستے ہوئے واپس آجانا۔ ساری زندگی میرا یہی عمل رہا ہے۔

کچھ بھی خدمت نہ کرنے والا اگر پھر بھی بلالے اور دعوت دے تو جانے سے انکار نہ کرنا۔ اب اگر پچھلی اور پہلی مرتبہ ہدیہ، حق الخدمت وغیرہ نہ مل سکنے کے سبب جانے سے رک جاؤ گے تو للٰہیت نہ ہوگی بلکہ نفسانیت ہوگی اور داعی کے سامنے شمار کرنے سے روکنے میں یہ حکمت فرمائی: ہوسکتا ہے کہ داعی غریب ومفلس ہونے کے سبب حق الخدمت یا کرایہ بھی پورا نہ دے سکے۔ اس سے خود کو بھی تردد ہوگا اور داعی کے دل سے ہوک اٹھے گی کہ ہائے! میں غریب تھا کہ کرایہ بھی نہ دے سکا اور اس سے غریب کے دل سے ایک آہ نکلے گی۔ لہٰذا یہ نصیحت یاد رکھنا کہ غریب کی آہ اور دل دکھانے کے ہر پہلو سے پرہیز کرنا۔

اگر ان باتوں پر عمل کروگے تو ان شاء اللہ! کبھی بھوکے نہیں رہوگے اور یہی باتیں دنیا وعقبیٰ کی فلاح و بہبود اور ترقی وسربلندی کا موجب ثابت ہوں گی۔‘‘ (حیات امیر شریعت، از جانباز مرزا، ص: 389-390)

مرسلہ: مولانا محمد قاسم، کراچی

لا نبی بعدی

مدرسہ ختم نبوۃ ـ مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
ان شاء اللہ

26 واں

سالانہ ختم نبوۃ کورس

بتاریخ

13 اپریل 2019 تا 2 مئی 2019

بمطابق

۷ شعبان ۱۴۴۰ھ تا ۲۶ شعبان ۱۴۴۰ھ

زیر سرپرستی

استاذ المحدثین
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ
شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670